

عشق بطن

بیان جی





عشق باطن

بیاء جی

مکتبہ فخر

F-3 فیروز سینٹر، غزنوی سڑک، اردو بازار، لاہور

0301-4492133

15/6 فضل سڑک، پیغمبر روڈ، نیو مونگ - لاہور۔

042-37595100

انتساب!

اپنے پیارے بیٹوں

محمد عثمان رانا

علی سلمان رانا

کے نام

کتاب کے جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

عشق باطن

کتاب کا نام:

بیاء جی 0322-6440044

شاعرہ:

عمران شاور

سرور ق:

زین شہباز 0321-5801082

کمپوزنگ:

دسمبر 2019ء

اشاعت:

500

تعداد:

600 روپے

قیمت:

الیوب پرلیس داتا در بار۔ لاہور

پرلیس:

مکتبہ فخر

ہیڈ آفس: فضل سٹریٹ، چیئر روڈ، نیو مونگ۔ لاہور

042-37595100

E-mail: nazji@yahoo.com

fajrpublication@gmail.com

فہرست

صفحہ

12	”گفت خن“ ڈاکٹر صابر مرزا	★
17	فرحت عباس شاہ	★
19	وادیٰ حیرت کی مسافر رضا عباس رضا	★
23	گفتني بیاء جی	★
25	بیاء جی کی جانال میں کون؟ ڈاکٹر صغیر احمد صغیر	★
29	نعت	○
31	زندگی کا راز داں ہوتا نہیں	○
32	وصل کو بھر کرنے آئی ہوں	○
33	یاد آتے ہواں قرینے سے	○
35	ہمسفروہ ہے بندگی جیسا	○
37	گھڑیاں سوچ کی سنبھالے ہوئے	○
39	ڈھوپ کو جب سہارا کرلوں گی	○
41	ئن من کو مہ کایا سائیں	○
43	سائلہ آگئی دوارے تک	○

صفحہ

45	ساتویں درستک چلی آئی	<input type="radio"/>
46	جس کی باتوں میں لا شعور ملا	<input type="radio"/>
48	مجھ پر تھے قرض پنکھا نے کوآ گئی	<input type="radio"/>
49	شهرت غم کے طلبگار ترا کیا ہو گا	<input type="radio"/>
51	دل کہ اپنی ہی چال میں گم ہے	<input type="radio"/>
53	بیت کی ریت نیاری پیا	<input type="radio"/>
55	مکھول وفا کے نا گوسائیں	<input type="radio"/>
56	تیرے گشنا کا، مکھول ہو جاؤں	<input type="radio"/>
58	حسن ہو ادیگیراد ماہی	<input type="radio"/>
60	پلکوں پہ ترا ہجر پر دنا تو پڑے گا	<input type="radio"/>
61	ضبط کو خود پہ آزماتی ہوں	<input type="radio"/>
63	سوئے دُنیا، جاگے نین	<input type="radio"/>
65	أبجمي أبجمي کسی سوال میں گم	<input type="radio"/>
67	یادوں کے درستے میں حسین شام کھڑی تھی	<input type="radio"/>
68	خود تماشائی خود تماشائیں	<input type="radio"/>
69	اک سُند رہمان بسا ہے	<input type="radio"/>
71	محبتوں سے بھری ہر حسین ادا کے دیے	<input type="radio"/>
73	وجد ہے یادِ حال ہے کوئی	<input type="radio"/>

صفحہ

- | | | |
|----|---------------------------------------|-----------------------|
| 74 | تمہارے عشق میں بس فیض یا ب ہو جاتی | <input type="radio"/> |
| 75 | بھی بنی خوشبو جیسی ایک صدا | <input type="radio"/> |
| 77 | آئینہِ حسن سے سجا ہوا ہے | <input type="radio"/> |
| 78 | ضد کوتا شیر کرنے پاؤ گے | <input type="radio"/> |
| 79 | ٹھجھ کو بیگانہ بنایا نہیں جاتا مجھ سے | <input type="radio"/> |
| 80 | کبھی بخول جانا کبھی یاد کرنا | <input type="radio"/> |
| 82 | وقت سے لڑنا مشکل ہے | <input type="radio"/> |
| 83 | البھ پڑی ہوں غم زندگی سے بالآخر | <input type="radio"/> |
| 84 | جنوم اٹھا پھر دل دیوانہ دھیرے سے | <input type="radio"/> |
| 85 | مجھ کو جیسے کا حوصلہ ملتا | <input type="radio"/> |
| 87 | درد کو اور بڑھانے آئی | <input type="radio"/> |
| 88 | من میں روشنی اک لکیر کے ساتھ | <input type="radio"/> |
| 89 | ڈورہ کر مجھے تسلیم کیے رکھتا ہے! | <input type="radio"/> |
| 91 | جو سدا فاصلوں سے ملتا رہا | <input type="radio"/> |
| 93 | بخولوں سے مہکتی ہوئی یادوں کے سہارے | <input type="radio"/> |
| 94 | اک عجیب سائسر و رائز ہے | <input type="radio"/> |
| 95 | دل میں اک آرزو بسا بیٹھی | <input type="radio"/> |

صفحہ

97	تیراچھرہ ڈھونڈ رہی تھیں میری پیشیدائی آنکھیں	<input type="radio"/>
98	جو شیخوں اٹھا جونگا ہے فقیر میں	<input type="radio"/>
99	دل بجگا اٹھا ہے محبت کے نام پر	<input type="radio"/>
101	اپنی مرضی سے دل دوانہ ہوا	<input type="radio"/>
102	میں سوچتی ہی رہی خواب تھا کہ تھارستہ	<input type="radio"/>
104	میری پلکوں پر جو ستارے ہیں	<input type="radio"/>
106	محجھ کو جینے کا حوصلہ آتا	<input type="radio"/>
108	دل بھی میلا ہو سکتا ہے	<input type="radio"/>
110	دُور رہتے ہو پاس آیا کرو	<input type="radio"/>
111	آسمان پر سحاب دیکھتی ہوں	<input type="radio"/>
112	اک سہارا کافی ہے	<input type="radio"/>
114	جب وہ گھبرائے ہوئے لگتے ہیں	<input type="radio"/>
116	شدّت اعتبار ہے مجھ میں	<input type="radio"/>
118	وفا کا نام او نچا کر لیا ہے	<input type="radio"/>
120	مرمنی شام کے سُنہرے پل	<input type="radio"/>
121	جب دل ہی مجھ کو چاہئے والا دیا گیا	<input type="radio"/>
123	اُس لگی میں بھی اک خرام کے ساتھ	<input type="radio"/>

صنف

﴿کافیاں﴾

124	ہوک اٹھے میرے من میں سائیں	○
126	پھر تیرے قصیدے گائے میرا دل	○
128	جاگ موری لقدریا بھاگن	○
130	چاروں سمت وہی صورت ہے	○
132	گھڑی گھڑی ٹھجھے یار پکاروں	○
134	دم دم ہو کانہ رہ مار	○
136	مو ہے کچھ نہ ہو مجھے یار بناں	○
137	سائیں عشق شگفت میں آیا رے	○
139	توری شام سوبیے جھلک پڑے	○
141	میں نے اپنا آپ گنوایا جن	○
143	مجھ پر کرم ہے خاص کسی کا	○

﴿نظمیں﴾

144	بندش	○
145	محبت	○
146	برق جر	○
147	التماس	○
148	آگہی	○

صخر

149	انجام کار	<input type="radio"/>
151	کیفیت	<input type="radio"/>
152	حریک	<input type="radio"/>
153	خواب	<input type="radio"/>
154	سُوپِباء	<input type="radio"/>
155	مُحَجَّر	<input type="radio"/>
157	نقش	<input type="radio"/>
159	اعجاز	<input type="radio"/>
160	اقرار	<input type="radio"/>
161	ستم شعار	<input type="radio"/>
162	ہم خن	<input type="radio"/>
164	تکڑ	<input type="radio"/>
165	منظر	<input type="radio"/>
167	تعبر	<input type="radio"/>
168	خامشی	<input type="radio"/>
170	گوک	<input type="radio"/>
173	عشق آزاد	<input type="radio"/>
175	طلوع	<input type="radio"/>

صفحہ

176	بھارنو	<input type="radio"/>
177	احساسِ جمال	<input type="radio"/>
178	تاثیر	<input type="radio"/>
180	ہڈیتی	<input type="radio"/>
181	چمن	<input type="radio"/>
183	ترتیب	<input type="radio"/>
184	احساس	<input type="radio"/>
185	نگیر	<input type="radio"/>
186	اعتراف	<input type="radio"/>
187	یاد کے چکنو	<input type="radio"/>
188	تمہیں دیکھوں	<input type="radio"/>
189	عقیدت	<input type="radio"/>
191	قطعات	<input type="radio"/>



”گفت سخن“

اُدب کے میدان میں جہاں بہت سے لوگ اُردو شاعری کے علاوہ پنجابی زبان اور علاقائی زبانوں میں بھرپور انداز سے اپنی طبع آزمائی کر رہے ہیں وہاں انہی لوگوں میں پنجابی شاعری کے حوالے سے ایک مستند و نمایاں نام بیاء جی کا بھی ہے پنجابی شاعری تو بیاء جی کی کئی بار میری نظر سے گزری لیکن اُردو شاعری ان کی میری نظر سے بہت کم گزری۔ حالانکہ اس کتاب یعنی ”عشق باطن“ سے پہلے بھی ان کی اُردو شاعری کی ایک کتاب ”عشق دھماں“ کے نام سے منظر عام پر آچکی ہے جو کہ اتفاقاً مجھ تک بہت دیر سے پہنچی ہے چیدہ چیدہ پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی لیکن حال ہی میں ان کی اُردو شاعری کی دوسری کتاب ”عشق باطن“، کامسوڈہ دیکھ کر نہایت خوش محسوس ہوئی جس میں ایک خوبصورت عقیدت بھری نعمت کے علاوہ غزلیات نظمیں اور کافیاں بھی شامل ہیں۔ بیاء جی نے ان میں قلبی واردات و رومانی شاعری کے علاوہ بھی معاشرتی ناہمواریوں سے پیدا ہونے والے امتیازات اور عہدروال کے مسائل و دوکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے انہیں درد بھرے الفاظ دے کر اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا ہے۔ بیاء جی کو اشعار میں اپنے احساسات و خیالات کو عیاں کرنے کا سلیقه وہ نہ خوبی آتا ہے جس سے ان کے اندر کا انسان احساسات و محسوسات سے لبریز اور پرپُور دکھائی دیتا ہے میری رائے میں بیاء جی کا شماراً دبی دُنیا کی چند باصلاحیت خواتین میں ہوتا ہے بیاء جی کی اس کتاب یعنی ”عشق باطن“، میں غزلیات اپنی گلے نہایت خوبصورت انداز و خیالات سے آ راستہ ہیں لیکن ان کی نظمیں اور کافیاں بھی اپنی مثال

آپ کا درجہ رکھتی ہیں ان میں کئی جگہوں پر صوفیانہ انداز کی جھلک اور اسلوبیاتی تنوع بھی دکھائی دیتا ہے ایسا لگتا ہے کہ بیاءِ جی نے زیست کے اس سفر میں آنے والی دھوپ اور چھاؤں کا بھر پور طریقے سے ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ جس نے انہیں خوب سے خوب تر اور کندن بنادیا ہے۔ نیچے دیے گئے بیاء کی عقیدت بھری نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

تخلیقِ کائنات کا عنوان حضور ہیں
لاریبِ دو جہان کے سلطان حضور ہیں
ذکرِ رسول پاک ہے ذکرِ خدائے پاک
محبوبِ حق کے روپ میں یزدال حضور ہیں

حمد، نعت اور سلام وغیرہ کے کہنے اور لکھنے میں جہاں الفاظ کا چنان بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے وہاں احتیاط کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن بیاءِ جی نے انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے منفرد انداز اور خوبصورت الفاظ میں آپ^۱ کی خدمت میں نذر امامت عقیدت پیش کیا ہے۔ بیاءِ جی کے طرزِ سخن میں خالص پن اور انفرادیت واضح موجود ہے جو کہ ان کے ایک جینوں شاعر ہونے کی حقیقی دلیل ہے جسے کسی طرح سے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ شاعری سے ملحقة جتنی بھی اصناف ہیں ہر صنف اپنی جگہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہے میں سمجھتا ہوں سخن کے سفر میں سب سے مشکل صنف غزل کی ہے میری ذاتی رائے ہے جسے خوبصورت غزل کہنے کا بہترین ہنر آتا ہواں کے لیے شاعری کی بقیہ اصناف سہل و آسان ہو جاتی ہیں گو کہ رباعی کہنا سخن کے میدان میں ایک مشکل کام سمجھا جاتا ہے لیکن میری ذاتی رائے میں ہے رباعی کہنا بھی اسی شاعر کے حصے میں آتا ہے جسے اچھی و خوبصورت غزل کہنے کا شرف حاصل ہو۔ بیاءِ جی نے غزل کے

باب میں بھی اپنی مخصوص انفرادیت برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ آئینے دیکھتے ہیں ان کی غزلیات میں سے چند اشعار:-

راستے بند ہوں تو پھر دل میں
اک نیا راستہ بناتی ہوں
کھول رکھتی ہوں دھیان کی کھڑکی
آگھی کے دیے جلاتی ہوں

بیاء جی نے جہاں صنیفِ غزل میں اپنا تخلیقی جو ہر دکھانے کی کامیاب کوشش کی ہے وہاں انہوں نے نظم کو بھی منظم انداز میں پیش کرتے ہوئے مختلف نظمیں اس تصنیف عشق باطن میں شامل کی ہیں۔ بیاء جی نے نظم کہتے ہوئے بھی اپنا بعد اگانہ محبت بھرا اڑ زخمن کچھ اس طرح قائم رکھا۔

عقیدت

محبت آفرین

تری چاہت بُسی ہے میرے باطن میں
شعور ذات کا ادراک ہونے کی
گھڑی تھی وہ کہ جب اُترا تھا
میرے من کے آنگن میں
وہ اک شہکار پُر انوار خوشبوؤں
بھرا پیکر
نہ جانے کیوں نہال ہوتی رہیں

میری نگاہیں پھر
 اسے چھو کر دھڑکتے دل کو
 میں نے بڑی مشکل سے تھاما تھا
 ابھی تک وہ گھڑی وہ پل ہے
 میری رُوح میں رقصان
 محبت آفرین جس کا
 دردِ کھلتاتی ہے
 مجھے اکثر رُلاتی ہے

منتظر
 تمہاری آرزو میں زندگی کی بُن پلتی ہے
 تمہاری جستجو میں حرتوں کے
 کارواں لے کر
 میں رہتی ہوں روانی میں
 کسی انجان رستے پر
 کھڑی کچھ سوچتی ہوں میں
 نہ آئے تم تو دھڑکن کا
 یہ سانسوں کا سہانا کارواں
 قسم ہی نہ جائے
 مری رگ رگ میں چھوپوں سی

تری یادوں کی خوشبو ہے

لبوں پر ہی تمہارے نام

کی یہ برف اک دن

جم نہ جائے

غزل اور نظم کو اپنی مشق سخن کا حصہ بنائے رکھنے کے ساتھ ساتھ بیاء جی نے

کافی جیسی ادبی صفت میں بھی اپنے علم وہنر کو آزمانے کی جرأت مندانہ کوشش کی ہے۔

جبکہ دورروال کے شعراء میں کافی کہنے کا رجحان بہت کم دیکھنے میں آتا ہے اس کے

باوجود بیاء جی نے کافی کہتے ہوئے بھی اپنے محبت بھرے جذبات کچھ اس طرح سے

پیش کئے ہیں۔

آ مجھ کو تھام لے بجانا

اُلفت کا جام لے بجانا

کہ بیاء دل دھڑکتا جائے

اک بار پریتم آئے

پھر تیرے قصیدے گائے میرا دل

تیرے قصیدے گائے

میں بیاء جی کے لئے تمہے دل سے دعا گو ہوں اللہ کریم انہیں دائیٰ صحت و

سلامتی عطا فرمائے اور ان کا ادبی سفر اسی طرح جاری و ساری رہے۔ آمین ثم آمین

ان ہی دعائیے الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

اللہ حافظ

ڈاکٹر صابر مرزا (جہلم)

O

آج سے کوئی بیتیں تینتیس سال پہلے میں نے اردو کا فیان لکھنا شروع کیں۔ پھر شوکت ہاشمی اس میدان میں آئے، علی اکبر عباس اور سرمد صہبائی نے کوشش کی اور پھر زینٹکلیل اور بیاء جی کو عشق کھنچ لایا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھگٹ نہیں کہ میرے اور زینٹکلیل کے علاوہ باقی سب پُوری کھانے والے مجنوں ثابت ہوئے۔ ایسے میں ایک سچی اور سچی صوفی شاعرہ بیاء جی کا ظہور ہوا، میں نے سجاد بخاری کی کتاب کے دیباچے میں لکھا تھا کہ سوکھا دریا، من کا چور اور سویا ہوا صوفی جانے کب بغیر انگڑائی لیے بیدار ہو جائیں۔ بیاء جی کے ہاں مجھے یہی معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ اصلی تحقیق کا را اور صوفی میں ویسے بھی لکیر بھر کا فرق ہوتا ہے۔ ایک ذرا سنبھلے تو شاعر اور جونہ سنبھل پائے تو صوفی۔ بیاء جی نے تو شاید سنبھلنے کی کوشش ہی نہیں کی اور پھر وہ عشق بھی کیا جا سنبھلنے دے۔ ساری باتیں درست، عشق سے عشق حقیقی کا سفر نصیب والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ بیاء جی خوش قسمت ہیں لیکن اس خوش قسمتی میں جتنی مشکلات اور کٹھنا میاں مضر ہیں یہ وہی جان سکتا ہے جس پر بیتی ہو۔ ایک کافی دیکھیئے۔

جاگ موری تقدیر ابھاگن

جاگ موری تقدیر

ہجر تپش میں لُوں لُوں مورا

دبکا جائے سریر

جاگ موری تقدیر ابھاگن

جاگ موری تقدیر

لوگوں نے عشق کی بھٹی میں تپ کر گندن ہونے کا نام ہی سُنا ہوگا۔ بیاء جی
اس عمل سے گزر رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دکھوں میں ہر روز نکھار اور شاعری
میں گداز بڑھتا جا رہا ہے۔ غزل دیکھئے:-

بھر کے جان گداز موسم میں
کام گڑے کئی سنوارے ہیں
میری خوشیاں تمہارے دامن میں
میری جھولی میں غم تمہارے ہیں

اب کیا کریں کہ اس سفر کا کہ جو ہمارے عہد کی اکلوتی صوفی شاعرہ بیاء جی
نے اختیار کیا ہے۔ آغاز تو ہے لیکن انجام کوئی نہیں۔ موڑ اور پڑا اور ضرور آتے ہیں لیکن
قیام نصیب نہیں ہوتا۔ بیاء جی کے سفر عشق کے ایک پڑا کی کتحازر نظر کتاب میں موجود
ہے اور اگلی کہانی کا انتظار و انتیاق بڑھ گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کہانی لکھنا ہر کسی کے میں
کی بات نہیں۔ اگرچہ بقول بیاء جی:-

زندگی کا راز داں ہوتا نہیں
وقت سب پر مہرباں ہوتا نہیں

لیکن مجھے لگتا ہے بیاء جی پر مہرباں ہو چکا ہے۔

فرحت عباس شاہ

وادیٰ حیرت کی مسافر

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ سعد بن عبد اللہ بن عزیز نے کچھ چیزوں کے متعلق سوال کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اللہ نے کوئی شے بغیر مقصد کے پیدا نہیں کی،“ یہ جملہ ایک لمحہ پر موجود حقیقت نہیں بلکہ کائنات پر محیط ایک دستاویز ہے، اگر انسان اس کی گہرائی کو ماضی لے تو نہ کبھی وہ خود کشی کرے اور نہ کبھی وہ مايوی کاشکار ہو۔ یہاں یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اس کی توفیقات پرندے کا حق ہے اور نہ ان پر کوئی سیاحت کرتے ہوئے اس منزل تک ضرور پہنچنا چاہیے۔ یاد رہے اللہ نے اپنے احسانات کا شعور صرف اس شخص کو عطا کریا ہے کہ جس میں حیران ہونے کی صلاحیت ہے یہاں یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اس کی توفیقات پرندے کا حق ہے اور نہ ان پر کوئی اس کا زور چلتا ہے۔

حیرانی کا سفر منظر سے رنگوں تک، تصور سے آواز تک اور تصویر سے الفاظ تک ہے اگر کیوس پر رنگ بولتے ہوئے نظر آئیں تو سمجھ لیں حیرت نے آنکھ کھول لی ہے اگر تصور آواز سے سُر کی پہنائیوں میں اترتاد کھائی دے تو یقین کر لیں کہ حیرانی جنم لے چکی ہے اور اگر تصویر الفاظ کے دائروں میں اپنا عکس دکھانے لگے تو یہ طے ہے کہ وادیٰ تحریر میں سفر آغاز ہو چکا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ اس کے احسانات کی فہرست ذہن انسانی میں مکمل ہونا ناممکن ہے میں نے چند احسانات کا ذکر کر کے اپنی کم مانگی کا اقرار بھی کیا

ہے اور اس کی عظمت کا اعتراض بھی۔

اعترافِ عظمتِ الہی کے بے شمار طریقے ہیں جتنا جس کا ظرف ہوتا ہے اتنا ہی وہ اظہار کر پاتا ہے اگر رنگ بولیں، سُر جا گیں یا شعر سرزد ہونے لگیں تو یہ مان لینا چاہیے کہ ادھر اس کے کرم کا سلسلہ شروع ہوا ہے ادھر اقبال شوکتِ الہی کا اعتراض۔ اسی اعتراضِ توفیقاتِ حقیقتِ اصلیہ کی ایک صورت بیاءِ جی ہیں۔

بیاءِ جی! کی ذات کا ایک پہلو ہے آج مجھے جس پہلو پر بات کرنا ہے وہ ہے ان کی شاعری۔ میں نے اس کی شاعری سُنی بھی ہے اور پڑھی بھی وہ فراموشی کی زمین میں یاد دہانی کے بیچ بونے کا ہنر جانتی ہیں وہ غزل اور نظم دونوں میدانوں میں طبع آزمائی کرچکی ہیں ان کی شاعری پڑھتے ہوئے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے حرف و معلقی کے درد سگوں سے کئی دائرے بنائے ہیں ہر دائرے کا الگ رنگ ہے۔ الگ ساخت ہے۔

شاعری ذات سے کائنات کا ایک سفر ہے اس سفر میں اگر عشقِ مصطفیٰ و آلِ مصطفیٰ کی صورتِ دل سے زبان اور زبان سے تحریر تک آجائے تو یہ مان لینا چاہیے کہ دین، دُنیا سے الگ نہیں ہے۔

تاریخ ہے گواہ کہ روئے زمین پر
انسانیت کا مہر درخشان حضور ہیں
علم اونچا امام پاک ۴ تیرا
اسی کو میں نے قبلہ کر لیا ہے
بیاءِ جی ہمیں انجانے موسموں کی سیر کرتی ہیں وہ یہ یقین رکھتی ہیں کہ ذات کا تجربہ، کائنات کے مشاہدے کی بنیاد ہے وہ کہتی ہیں:-

رُض در رُض کسی عکس کو پیشانی پر
میرے جذبات کو تحریر کیے رکھتا ہے



ان چاغنوں کے بس میں تھا ہی نہیں
دل جلایا تو پھر اجائے ہوئے



حجرہ آرزو مہکتا ہے!
ہو گئی ہوں ترے جمال میں گم
وہ مشاہدات کو ان دیکھی کیفیات کی عینک سے دیکھتی ہیں پھر حرست کی
آپاری سے، چھپے ہوئے معافی کور و شنائی سے روشن کردیتی ہیں۔
کھول رکھتی ہوں دھیان کی کھڑکی
آگئی کے دیے جلاتی ہوں!!
بیاء جی کے رنگین شعری دائروں میں سب سے واضح اور خوبصورت دائرة
محبت کا دائرة ہے وہ کہتی ہیں:-

میری پلکوں پہ جو ستارے ہیں
سب محبت کے استغوارے ہیں

عشق میں اس کی روشنی پائی
بن گئی حسن کا تراشا میں
بیاء جی صحرائیں محبت کے خوشما پھول کھلانا اپنا منصب سمجھتی ہیں اسی لیے ان

کی شاعری میں، ان کے رویے میں، ان کی گفتگو میں یہ تکمیل واضح طور پر نظر آتا ہے۔
 جہاں تک ان کی نظموں کا تعلق ہے تو مجھ سے کم علم ابھی تک نثری نظموں سے
 بے تکلف نہیں ہو پائے اسی بے تکلفی نے کبھی بھی مجھے اجازت نہیں دی کہ میں اس
 حوالے سے کوئی رائے قائم کر سکوں۔

بیاء جی کی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ کا میری رائے سے متفق ہونا
 ضروری نہیں لیکن میں اتنا جاتا ہوں کہ جب آپ کتاب پڑھنا شروع کریں گے تو خود
 محسوس ہو گا کہ آپ محبت کی ایسی سلطنت میں سانس لے رہے ہیں جہاں نفرتوں کی کوئی
 گنجائش نہیں جہاں طرف خوبیوں میں ہیں، جہاں چہروں پر چہرے نہیں سجائے گئے بلکہ ہر
 منظر کھلی باہم ہوں سے استقبال کر رہا ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ بیاء جی اس دُنیا میں رہتے ہوئے جس دُنیا کو آباد کیے
 ہوئے ہے وہ سدا قائم رہے اور وہ جوانہوں نے کہا ہے:-

میرا دل آشنا ہے لفظوں سے

کچھ نہیں اور شاعری جیسا

خداۓ حرفاً و معانی انہیں اسی خوبی سے آشار کھے۔ (آ مین)

رضا عباس رضا

گفتگی

صد شگر جہاں قدرت نے مجھے بہت سی نعمتوں، رحمتوں سے نوازا، وہاں بہت سی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے جن میں میرے ہاتھ کے بہت سے ہنر بھی شامل ہیں۔ قدرت جس انسان کا جس کام کے لئے انتخاب کرتی ہے وہ کام اس سے بخوبی لے لیتی ہے۔ اپنا جامع تعارف اپنی پہلی کتابوں میں کراچی ہوں۔ میں ایک شاعر ہونے کی حیثیت سے یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ فقط شاعری ہی میرا اوڑھنا چھوٹا ہے کیونکہ میری زندگی میں اور بھی بہت سے عوامل شامل ہیں۔ مثلاً بزنس، پینٹنگ (قریڈ پینٹنگ، لینڈ سکیپ، پورٹریٹ، کلیک گرانی، منی اپنچر) محراب فاؤنڈیشن میں غریب اور معدود بچیوں کو سلامی، کڑھائی، بچوں کی قالین بانی پینٹنگ سکھانا ہے۔

پنجابی و یورپی میں مشاعرے کرانا..... ان سب کاموں کے بغیر میری زندگی نامکمل ہے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود شاعری میری میری زندگی کا اہم جزو ہے۔

خن گوئی سے میرا ناتا بہت پُرانا ہے، ہر انسان دُنیا کو اپنی نظر سے دیکھتا اور اپنی سمجھ سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، ہر ایک کے اپنے اپنے مسائل اور اپنے اپنے تجربات ہوتے ہیں جن کا اظہار جس انسان کو خدا نے لکھنے کی صلاحیت سے نوازا ہو چاہے وہ ادب کی کسی صنف سے بھی وابستہ ہو ضرور کرتا ہے۔ مجھے قدرت نے اشعار کہنے کی صلاحیت بخشی ہے۔

اس لئے میں اشعار کہنے کی صورت میں اپنے زندہ ہونے کا اظہار کرتی ہوں۔

آج کل ادب اور قاری کے رشتے میں بہت فاصلہ بڑھ گیا ہے اس فاصلے کو کم کرنے کے لئے ہمیں جدت لانی چاہیے۔ نئے نئے خیالات، نئے تصورات، احساسات،

عنوانات نئے مضمایں نئی سوچ لانی چاہیے۔ تاکہ پڑھنے والے ادب سے جوڑے رہیں۔
ہمیں ماضی کو مدد نظر رکھتے ہوئے، حال کا جائزہ لے کر مستقبل کیلئے جوش
و جذب خواہ اور آمنگ پیدا کرنی چاہیے۔

اُردو ہماری قومی زبان ہے اور قومیں ہمیشہ اپنی زبان سے پہچانی جاتی ہیں
ایک اچھی قوم بننے کے لئے زبان کے ساتھ ساتھ ادب کا ہونا بھی بہت ضروری ہے
انسان کی شخصیت تجھی مکمل ہوتی ہے جب وہ شخصیت ادب اور زبان کی قدر کرئے رسم و
رواج اور اصول سب زبان کے مرہون منت ہوتے ہیں۔ ہم اگر ادب سے الگ
ہوتے ہیں تو ہماری رسم رواج اور پہچان ختم ہو کر رہ جائیں گی۔

”عشق دھماں“ کے بعد اب یہ ”عشق باطن“ میری اُردو کی دوسری کتاب ہے۔

جس میں بارگاہ رسالت میں میری حاضری کے طور پر پُر عقیدت نعت کے علاوہ میری
غزلیات، نظمیں اور کافیاں شامل ہیں میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے
ہوئے اپنی تعلیقات میں فکری، علمی اور فنی صلاحیتوں کو آپ تک پہچانے کی بھرپور کوشش کی
ہے میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کسی
بھی تصنیف کے منظر عام پہ آنے کے بعد اس کا فیصلہ قاری کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میری
محنت بھری یہ کاوش آپ کے ہاتھ میں ہے اور اب اس کے متعلق فیصلہ بھی آپ کے ہاتھ
میں ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔

اللہ حافظ

آپ کی رائے کی منتظر
بیاء جی

ڈاکٹر صفیر احمد صفیر

بیاء جی کی جانال میں کون؟

مشاعرہ جاری تھا۔ ہر آنے والے شاعر کو وہ واہ کی دادل رہی تھی۔ کوئی واہ واہ کرتا کوئی تالیاں بجا کر داد دیتا لیکن مہمان خصوصی کی نشست پر برا جان شخصیت کی طرف سے داد ایک مسکراہٹ کی شکل میں وارد ہو کر آنکھوں کے رستے دل میں اتر جاتی۔ خوبصورت سے کہیں اگے کا ایک پروقار چہرہ، چمکدار مسکراتی آنکھیں رکھنے والی وہ خاتون تھیں بیاء جی۔

مشاعرہ ختم ہوا وہم جیسے کئی بیچارے بیاء جی کے ساتھ تصویر بنانے کی خواہشات کا قتل کرتے پائے گئے۔ وجہ؟ صاحب سی وجہ تھی کہ بیاء جی کے اندر کافی رہنے خود نمود و نمائش کو خود پرسوار ہونے دیتا ہے نہ ہی اپنے چاہنے والوں کو۔ بیاء جی کی شخصیت کی کئی پر تین ہیں جو اول تو ہر شخص پر ہلتی ہیں اور پچھنہ کچھ کھلیں بھی تو مہ و سال لگ جاتے ہیں۔ نام، مسکراہٹ، قد و قامت، مشاغل سے لیکر مصوری اور شاعری سب کچھ پر اسرار بلکہ الف لیلوی۔

بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ پنجابی، اردو کی شاعرہ، مصورہ کے علاوہ کار و باری شخصیت کے طور پر (نغمانہ کا) لوہا منوایا تو دوسرا طرف شعروخن میں بیاء جی بن کر پنجابی شاعری، اردو کی لگ بھگ 4 کتب سے اپنی الگ پچان بنائی۔

آپ بیاء جی سے ملیں۔ ہر باروہ آپ کو ایک نئی بیاء جی سے ملوائیں گی۔ کبھی سوئی دھاگہ سے پھول کا کاڑھتی شیار جو دل کے خوابوں کے نقش بنا کر نمائش میں رکھ

دیتی ہیں۔ کبھی قرطاس پر اپنے خواب اور درد لفظ میں پروتی نظر آتی ہیں۔ آپ کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:-

خود تماشائی خود تماشا میں
مُجھ کو چاہوں گی بے تھاشا میں
عشق میں اس کے روشنی پائی
بن گئی نور کا تراشا میں
سامنا تیرا کس طرح میں کروں
جبکہ ٹو سیر تھا اور ماشا میں
عشق میں محور رقص ہوں ہر دم
بن کے آشا کبھی نراشا میں
جانے گھل جاؤں کب بیاء اُس میں
وہ کہ پانی ہے اور بتاشا میں

خوبصورت استعاروں کی زبان کو برداشت کر اشعار کی معنویت کی وسعت کو

پیکرائی کا ہنر دیکھئے:-

مُجھ کو بیگانہ بنایا نہیں جاتا مُجھ سے
ظلم ایسا کوئی ڈھایا نہیں جاتا مُجھ سے
رات یہ کون مرے دل میں اُتر آتا ہے
راز ایسا ہے بتایا نہیں جاتا مُجھ سے
رقص و مستی کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں
گُر یہ غیروں کو سکھایا نہیں جاتا مُجھ سے

اک قدم رکھتی ہوں اس راہ جفا میں لیکن
 دوسرا پاؤں انٹھایا نہیں جاتا مجھ سے
 یہ خود جو لکھا تھا کبھی دل کے ورق پر اے بیاء
 اپنے ہاتھوں سے مٹایا نہیں جاتا مجھ سے
 جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ بیاء جی
 آئیکا **multidimensional** تصویر ہیں۔ آپ کے اندر ایک صوفی بتتا ہے۔
 آئیں گیت کے ذریعے اس صوفی سے ملتے ہیں:

جاگ موری تقدیرِ ابھاگن
 جاگ موری تقدیرِ ابھاگن
 ہجر تپش میں پل پل مورا
 دہنے جائے سریرِ ابھاگن
 جاگ موری تقدیرِ ابھاگن
 جاگ موری تقدیرِ ابھاگن
 کیسے بتاؤں ہجر میں تورے
 برس برس کے آنسو مورے
 کرتے ہیں تشمیر
 جاگ موری تقدیرِ ابھاگن
 جاگ موری تقدیرِ ابھاگن

عشق عشق میں جاپے جاؤں
آگ بھر کی تاپے جاؤں
ڈکھرے کروں تحریر
جاگ موری تقدیر ابھاگن
جاگ موری تقدیر

کھل اٹھیں نوری پھل گھڑیاں
لوٹ آئیں جو وصل کی گھڑیاں
مسکائے بیاء دلگیر
جاگ موری تقدیر ابھاگن
جاگ موری تقدیر

نعت

تخلیق کائنات کا عنوان حضور ﷺ ہیں
لاریب دو جہاں کے سلطان حضور ﷺ ہیں

ذکرِ رسول ﷺ پاک ہے، ذکرِ خدائے پاک
محبوب حق ہیں پر تو یزدال حضور ﷺ ہیں

دنیا میں اک مثال ہے وہ ذات بے مثال
دی ہم کو جس نے دولتِ ایمان حضور ﷺ ہیں

تاریخ ہے گواہ کہ رُوئے زمین پر
انسانیت کا مہر درختان حضور ﷺ ہیں

صد فخر کائنات وہ صد فخر دو جہاں
دنیا کے رہبروں میں نمایاں حضور ﷺ ہیں

اُن پر درود بھیجتا ہے رَبِّ کائنات
خیر الوراء ہیں حاصل عرفان حضور ﷺ ہیں

ہرگز نہیں ہے خوف مجھے روز حشر کا
میرے لئے نجات کا سامان حضور ﷺ ہیں

جوئے تصورات کی تاریک رات میں
دیکھو مثال غیر تاباں حضور ﷺ ہیں

تاریکیوں کے دور میں بھی دیکھ لو بیاء
ہر سمت ٹور رحمت باراں حضور ﷺ ہیں



زندگی کا رازداں ہوتا نہیں
وقت سب پر مہرباں ہوتا نہیں

عشق باطن میں آزل سے ہے مقیم
ہر کسی پر یہ عیاں ہوتا نہیں

اے محبت بانٹنے والے ، ترا
ایک سا کیوں سائباں ہوتا نہیں

ہجر کے سو ڈکھ سُنا لیتے ہیں ہم
وصل کا لمحہ بیاں ہوتا نہیں

یہ حقیقت جانتے ہیں لوگ سب
بے نشانوں کا نشاں ہوتا نہیں

جو ستاروں پر نظر رکھتا نہیں
وہ بیاء جی وہ آسمان ہوتا نہیں



وصل کو بھر کرنے آئی ہوں
آج بے موت مرنے آئی ہوں

اے مری دھوپ کے سُنہرے دن
ٹُٹھھ میں یکسر نکھرنے آئی ہوں

خوش نما ہے پرند کی تصویر
میں فقط رنگ بھرنے آئی ہوں

تیری دلیز کا سفر گویا
پاؤں کانٹوں پہ دھرنے آئی ہوں

عشق کے بے گماں سمندر میں
ڈوب کر میں اُبھرنے آئی ہوں

تیری آنکھوں کے آئینے میں بیاء
دیکھ کیسے سورنے آئی ہوں



یاد آتے ہو اس قرینے سے
دل نکلتا ہے مرا سینے سے

دھوپ جیسی تپش محبت کی
آشنا کر رہی ہے جینے سے

میں گھادائی کروں گی باطن کی
کیا نکلتا ہے اس دفینے سے

یاد لپٹی ہے اُس کی یوں تن سے
آ رہی ہے مہک پسینے سے

پاؤں نکلتے نہیں زمین پر میرے
نسبتیں ہیں میری مدینے سے

لہر در لہر آ لگا ہے فراق
آخرش وصل کے سفینے سے

منکشف ہو گیا وہ اسم بیاء
عمر گزرے گی اب قرینے سے

ہمسفر وہ ہے بندگی جیسا
عشق لگتا ہے روشنی جیسا

میرے خوابوں بھرے جزیرے میں
کوئی نغمہ ہے خامشی جیسا

میں نے سارے ہنر تلاش لیے
کچھ نہیں اور شاعری جیسا

اک ستارہ سا ٹھمٹھاتا ہے
دل میں اُس شوخ کی ہنسی جیسا

اُس کے ہونٹوں سے پھول جھڑتے ہیں
اُس کا لہجہ ہے بانسری جیسا

اس کی گفتار میں محبت ہے
اُس کا اظہار چاندنی جیسا

میں ہوں اس میں بیاء سکوں کی طرح
اور وہ مجھ میں بے کلی جیسا



گھڑیاں سوچ کی سنبھالے ہوئے
ہم تیرے بھر کے حوالے ہوئے

ان چراغوں کے بس میں تھا ہی نہیں
دل جلایا تو یہ اُجالے ہوئے

ہیں کسی دل کے مستقل بائی
اُس کی جنت سے ہم نکالے ہوئے

یوں بہادر سُپوت کیا دین گی
ماں میں سینوں میں خوف ڈالے ہوئے

دیکھنے روز ہم کو ڈستے ہیں
آسٹینیوں میں سانپ پالے ہوئے

بات کرتے ہیں اور عمل کچھ اور
لوگ اندر سے ایسے کالے ہوئے

کیا بتائیں بیاء ہمیں اکثر
دھوکا دیتے ہیں دیکھے بھالے ہوئے



ڈھوپ کو جب سہارا کر لੂں گی
چھاؤں سے میں کنارا کر لੂں گی

تیری ان خواب، خواب آنکھوں سے
زندگی استخارہ کر لੂں گی

تم بظاہر جہاں بھی جاؤں گے
دُور سے ہی نظارہ کر لੂں گی

تیجھ کو بچھو جائے، دستِ بیگانہ
کس طرح میں گوارا کر لُوں گی

چاند سا رُوپ، بھر میں تیرے
کوئی بجھتا ستارہ کر لُوں گی

تیرے تھوڑے سے نفع کی خاطر
میں مکمل خسارہ کر لُوں گی

بھر کی راہگزرا میں بیاءِ جیاء
وہ کہے تو گزارہ کر لُوں گی

ئن من کو مہکایا سائیں
تیرے پریم نچایا سائیں

کون ہوں اور کہاں سے آئی
پچھ بھی سمجھ نہ آیا سائیں

لوگ فلک جس کو کہتے ہیں
تو نے خوب بنایا سائیں

ساری دُنیاوں کا والی
تو نے بن کے دکھایا سائیں

تیرا ہونے والوں نے ہی
راز حقیقت پایا سائیں

تیری وحدت کا پرچم ہی
ہر اک سو لہرایا سائیں

راز تری کیتائی کا
کوئی سمجھ نہ پایا سائیں



سائلہ آگئی دوارے تک
اس کو پہنچائیں کنارے تک

میری منزل کے آر پار کوئی
دیکھتا ہے مجھے ستارے تک

جو در دل کو گھنکھاتا ہے
آنکھ جائے نہ اس نظارے تک

اے مصور بتا میری تصویر
کیسے پہنچی ہنر تمہارے تک

یہ نظر کب ٹھہرتی تھی لیکن
رُک گئی ہے ترے اشارے تک

آؤ مل کر حساب کرتے ہیں
آنکھ سے دل کے گوشوارے تک

دست بستہ کھڑی ہوں آج بیاء
اپنی جانب سے اپنے پیارے تک



ساتویں در تک چلی آئی
عشق کے گھر تک چلی آئی

خواب میں اک اشارہ پاتے ہی
میں سمندر تک چلی آئی

تیری چاہت کی سر پھری خوشبو
میرے اندر تک چلی آئی

مورتی تھی کوئی محبت جو
من کے مندر تک چلی آئی

میں برهنہ خیال تھی پھر بھی
اپنی چادر تک چلی آئی

دشت کی جتو تھی مجھ کو بیاء
میں سمندر تک چلی آئی



جس کی باتوں میں لاشعور ملا
تو مجھے آگئی سے دور ملا

تو نے مٹی کا بُت بنایا تھا
مجھ کو اس میں تیرا ٹور ملا

تا نہ اُترے کبھی دھیان سے وہ
یاد میں اُس کی کچھ فتور ملا

جب بھی اُس کو تلاشنا چاہا
کاسئے دل میں کچھ ضرور ملا

لو چراغ وفا کی مدھم ہے
تو عقیدت کا اس میں نور ملا

جو فلک زاد تھے کبھی، اُن کا
دیکھ مٹی میں کیا غرور ملا

تھا قصور سب ہی اس کا بیاء
آج بن کے جو بے قصور ملا



مجھ پر تھے قرض چکانے کو آگئی
آخر حیات ، فرض نبھانے کو آگئی

کل شب تمہاری یاد نے دستک دی اور آنکھ
سویا ہوا نصیب جگانے کو آگئی

کتنے برس ہوئے مجھے تم نے بھلا دیا
یہ بات آج یاد دلانے کو آگئی

دیکھا تمہیں تو ایک شرارت سی دفتار
روتے ہوئے لبوں پہ ہنسانے کو آگئی

کل خواب میں ملے تھے فقط دو گھٹری کو ہم
گویا بہار جشن منانے کو آگئی

تقديرِ مہرباں ہوئی ہے کہ وہ بیاء
یاد اُس کی میرے ناز اٹھانے کو آگئی



شہرتِ غم کے طلبگار ترا کیا ہوگا
پُنجھ پہ نہستا ہے دل زار ترا کیا ہوگا

دونوں جانب سے ہی جدائی کی صدا آئے گی
گھر میں اُٹھتی ہوئی دیوار تیرا کیا ہوگا

دیکھتا تھا دم رخصت وہ مکاں کو ایسے
جیسے کہتا ہو، 'مرے یار! تیرا کیا ہوگا

جیت جانے کا بہت زعم ہے تجھ کو اے دل!
ہو گئی عشق میں گر، ہار ترا کیا ہوگا

کیوں لگا بیٹھا ہے جی اے دل نادان
تجھ کو جانا تو ہے اُس پار، تیرا کیا ہوگا

تم خزاں میں تو پھولوں کی ردا اوڑھے ہو
اپنی راہیں بھی ہے پُر خار ترا کیا ہوگا

تیر چلتے ہیں بیاء دل پہ ترے سہنے کو
چھپ کے کرتے ہیں سبھی وار ترا کیا ہوگا



دل کہ اپنی ہی چال میں گم ہے
جانے کس کے خیال میں گم ہے

ہجر تیرا وصال کی صورت
خواب حُسن و جمال میں گم ہے

جس جگہ ہم نہیں کبھی ٹھہرے
دل اسی کی مجال میں گم ہے

چشم حیرت کا حال مت پچھو
صورتِ بے مثال میں گم ہے

پوچھتے ہو جواب تم جس کا
وہ تمہارے سوال میں گم ہے

دوسروں کے لگائے زخموں کی
زندگی دیکھ بھال میں گم ہے

ایک تاریخ ہو کے خاکستر
وقت کے ماہ و سال میں گم ہیں

زیست بے رحم ہو گئی ہے پیاء
آدمیت زوال میں گم ہے



پیت کی ریت نیاری پیا
جیت کے بھی میں ہاری پیا

ہجر میں آدمی رہ گئی بس
میں ساری کی ساری پیا

کوشش کر کے دیکھ چکی
آئی نہ دُنیا داری پیا

چاند کو دیکھا سپنے میں
تیری نظر بھی اُتاری پیا

ٹو جانے کی بات کرے
اور چلے اک آری پیا

دُنیا کی ہر شے سے پائی
تیری صورت پیاری پیا

میں ہوں باندی تیری، مجھ کو
بس تیری سرداری پیا

پیار ترا اب عشق کی صورت
تری بیاء پھ طاری پیا



پھول وفا کے ٹانکو سائیں
جرہ دل میں جھانکو سائیں

وصل کی یوں امید نہ چھوڑو
ہجر کا زہر نہ پھانکو سائیں

رہنے دے تو چاہے مٹا دے
جیسے چاہو ہانکو سائیں

جیتی ہوں دل کے آنگن میں
دل آنگن میں جھانکو سائیں

میرے سر کو اپنی ردا سے
اپنے ہاتھوں ڈھانکو سائیں

جیتے جی یوں اپنی بیاء کو
در سے ناہیں ہانکو سائیں



تیرے گلشن کا، پھول ہو جاؤں
تیرے قدموں کی، دھول ہو جاؤں

جانِ جاں ہی خوشی سے اپنائے
جانِ جاں کو قبول ہو جاؤں

تیری ہستی کی روح چھو جاؤں
امی خشبو کا، پھول ہو جاؤں

گر تُجھے میں ، قبول ہو جاؤں
تیرے دل پر ، نزول ہو جاؤں

حق کی خاطر یزید کے دربار
مثِل بست ، بَوْل ہو جاؤں

کوئی ظالم نہ مجنو سکے مجھ کو
وہ سراپا ، بُول ہو جاؤں

وعدہ عشق کر چکی ہوں بیاء
کیوں پشیاں ، ملُول ہو جاؤں

حُسن ہوا دلگیر او ماہی
کر لے دل تنجیر او ماہی

ٹو ہے میرا خواب سُہانا
ٹو میری تعبیر او ماہی

تیری باتیں ، تیری یادیں
دل پر سب تحریر ، او ماہی

ڈال مجھے اپنے راستے پر
ہو گئی میں بے پیر او ماہی

رفتہ رفتہ ہو گئے اُبھل
ٹھجھ سے کئی رگیر او ماہی

لگ جاوے تو جیون لے لے
عشق ہے ایسا تیر او ماہی

کیوں کرتی ہے راجھن راجھن
بیاء ہے کوئی ہیر او ماہی



پلکوں پہ ترا بھر پرونا تو پڑے گا
اس بات کا رونا ہے کہ رونا تو پڑے گا

ہے خواب جو آغازِ سفر سے مرے ہمراہ
منزل نہ اگر پائی وہ کھونا تو پڑے گا

آنکھوں سے مرے دل میں وہ اُترا ہے کچھ ایسے
گلتا ہے اب اس کا مجھے ہونا تو پڑے گا

برسون کی یہ بے خوابی کہیں مارنہ ڈالے
اب نیند مجھے آئی ہے سونا تو پڑے گا

آنکھوں کے بیباں جزیرے میں بیاءِ جی
منظر کے ہر اک داغ کو دھونا تو پڑے گا



ضبط کو خود پہ آزماتی ہوں
آئینہ روز میں سجائی ہوں

تو خیالوں میں آ نکلتا ہے
اور میں جھنپیں جھنپیں جاتی ہوں

یاد آتا ہے روٹھنا تیرا
میں مسرت سے مسکراتی ہوں

راستے بند ہوں تو پھر دل ملیں
اک نیا راستہ بناتی ہوں

خود سے لیتی ہوں مشورے اکثر
میں مقدر کو یوں مناتی ہوں

اُکھے قدموں پہ گھوم کر اکثر
عہدِ رفتہ گلے لگاتی ہوں

کھول رکھتی ہوں دھیان کی کھڑکی
آگئی کے دیئے جلاتی ہوں

پھر سے بچپن میں لوٹ جاؤں آیا
روز میں خود کو ورغلاتی ہوں



سوئے دُنیا ، جاگے نین
چوری چوری لاگے نین

عشق کے کھیل میں دیکھو تو
نکلے دل سے آگے نین

چپکے سے پی کو پہنچائیں
ہر سندلیں یہ کاگے نین

کون تھا وہ الپیلا ساجن
جس نے مجھ سے ٹھاگے نین

طلب بڑھی جب پی درشن کی
تیری سمت ہی بھاگے نین

چاہت میں یہ ٹوٹ نہ جائیں
میرے کچے دھاگے نین

پیچھے پیچھے میں ہوں بیاء جی
مجھ سے آگے آگے نین



أُبجھی أُبجھی کسی سوال میں گُم
میں کہیں ہوں ترے خیال میں گُم

حجرہ آرزو مہکتا ہے
ہو گئی یوں ترے جمال میں گُم

جی میں آتا ہے ناچتی ہی رہوں
تو نے ایسے کیا دھماں میں گُم

سنس میں سانتا ہے وہ ساجن
دھر کنیں ہیں عجیب تال میں گم

اس کی ہو گا زبان پر ذکر مرا
جو بھی ہو گا مرے جمال میں گم

شجھ کو پروا نہیں مری لیکن
اور میں عرصہ وصال میں گم

آج مت چھیرنا تو بیاء مجھ کو
آج بیٹھی ہوں اک سوال میں گم

دشت و دُنیا قدم قدم پہ بیاء
ہجر میں گم ، کہیں وصال میں گم



یادوں کے درپیچے میں حسین شام کھڑی تھی
تصویرِ تری میری نگاہوں میں جڑی تھی

خواہش تھی کہ یہ وقتِ ٹھہر جائے یہیں پر
جس وقتِ برمی جاں! مجھے جانے کی پڑی تھی

ہیں یادِ مجھے اب بھی جدائی کے وہ لمحے
تلوار سی کوئی ہرے سینے میں گڑی تھی

ہر سانس میں رقصان تھی تیری یاد میں اے جاناں!
ہر سانس ترے ذکر سے آسودہ بڑی تھی

یہ عشق تو شاید مجھے ورنہ میں ملا ہے
سو ایک جھلک اُس کی، نصیبوں کی گھڑی تھی

اک پل میں گئی بیت، شبِ وصل، بیاءِ جی
وہ رات بھی گویا کوئی جاؤ کی چھڑی تھی



خود تماشائی خود تماشا میں
ٹھجھ کو چاہوں گی بے تحاشا میں

عشق میں اس کے روشنی پائی
بن گئی ٹور کا تراشا میں

سامنا تیرا کس طرح میں کروں
جبکہ تو سیر تھا اور ماشا میں

عشق میں محورِ رقص ہوں ہر دم
بن کے آشا کبھی نراشا میں

جانے گھل جاؤں کب بیاء اُس میں
وہ کہ پانی ہے اور بتاشا میں



اک سُدر مہمان بسا ہے
مَن میں جس کا دھیان بسا ہے

بات امانت ہے اس پر قیم کی
روح میں جو ہر آن بسا ہے

ٹھجھ کو کیسے بھولوں ، مجھ میں
تیرا ہی فیضان بسا ہے

جو سلطان ہے سلطانوں کا
مُجھ میں وہ سلطان بسا ہے

ذر داروں کی آنکھوں میں تو
پل پل اب شیطان بسا ہے

وہ واحد ہے میرا سائیں
جس کا ہی وجدان بسا ہے

جو ہے بیاء جی گن کا مالک
اُس کا ہی فرمان بسا ہے



محبتوں سے بھری ہر حسین ادا کے دیے
تمہارے عشق میں رکھتی ہوں میں جلا کے دیے

اُدھر اُدھر سے پریشان جو تم گذرتے ہو
بُجھائے کس نے بتا کیوں تری وفا کے دیے

تمہارے ساتھ کچھ ایسی ہوا بھی آتی ہے
مرے خیال میں جلتے ہیں تھرثار کے دیے

مری وفاوں کا کیوں امتحان لیتے ہو
گذر نہ جائیں ہوا تین کہیں بُجھا کے دیے

کٹک رہی ہوں زمانے کی آنکھ میں کہ ہنوز
تمہیں پکارتی پھرتی ہوں میں اُٹھا کے دیے

یہ عشق میں میرے جذبوں سے بے خبر ہے بہت
کہ دیکھتا ہی نہیں میری الْتِجا کے دیے

نجانے خوف ہے کیا کہ بُجھ نہ جائیں بیاء
تمہاری راہ میں رکھے ہیں جو دُعا کے دیے



وَجْدٌ هُوَ يَا دِهْمَالٌ هُوَ كُوئٍ
عُشْقٌ تِيرًا كَمَالٌ هُوَ كُوئٍ

خوبصورت ہوں جانتی ہوں مگر
تیرے دل میں سوال ہے کوئی!

ہوں مہنتے گلاب کی خوشبو
مجھ کو پانا محال ہے کوئی

میرے مرشد بس تری ہوں میں
بھر ہے یا وصال ہے کوئی

اپنی ہستی مٹائے پھرتی ہوں
مجھ سا بھی باکمال ہے کوئی

آئینہ بھی ہوں عکس بھی ہوں بیاء
اس قدر خوش جمال ہے کوئی



تمہارے عشق میں بس فیض یاب ہو جاتی
دعا وصال کی گر مُستجاب ہو جاتی

اُبھرتا غم کے اُفق سے وہ ماہتاب مگر
کلی صدا کی چیلتی ، گلاب ہو جاتی

میں قطرہ قطرہ مہکتی تمہاری چاہت میں
سوال سُن کے سمجھی ، لاجواب ہو جاتی

شعرِ حُسن ملا تیری مَست آنکھوں سے
تو پھوتا مجھ کو چھلتی ، شراب ہو جاتی

وہ مسکراتی ہوئی محفلیں محبت کی
بسا کے دل میں انہیں محو خواب ہو جاتی

میں تر بہ تر ہوں محبت کے پانیوں میں بیآی
اگر یہ ندی نہ ملتی سراب ہو جاتی



بھینی بھینی خوشبو جیسی ایک صدا
صح سویرے دل میں اُتری ایک صدا

دل کے دریا کی لہروں میں چپکے سے
کھیل رہی تھی آنکھ مچولی ایک صدا

دل کے آنگن میں جذبوں کے پھول کھلے
بارش کی صورت جب برسی ایک صدا

ایک تبّسم پھیل گیا من آنگن میں
دھیرے دھیرے وجد میں لائی ایک صدا

دیکھ زمیں پر چاند کی صورت اُتری ہے
قوسِ قرح کے رنگ میں سٹھی ایک صدا

اُس کے نام کا ورد کیا تو پھول کھلے
میرے اندر پھر سے چکنی ایک صدا

شور کی بھیڑ سے مجھ کو کھینچ کے لائی بیاء
ختام کے میرے دل کی انگلی ایک صدا



آئینہ حُسن سے سجا ہوا ہے
آسمان جیرتی بنا ہوا ہے

اے میرے دل نشیں بتا مجھ کو
تو محبت سے کیوں جدا ہوا ہے

میری نس نس ہے منتظر تیری
کاسہ امید کا بھرا ہوا ہے

مری تھائیوں میں روپ اُس کا
کتنی اشکال میں بسا ہوا ہے

دل میں چچے ہیں اُس ستم گر کے
گویا میلہ کوئی لگا ہوا ہے

میرے باطن میں رہ رہا ہے بیاء
جس کا ظاہر انہی پچھا ہوا ہے



ضد کو تاثیر کر نہ پاؤ گے
نقد تقدیر کر نہ پاؤ گے

مُجھ کو تسبیح کر نہ پاؤ گے
پابہ زنجیر کر نہ پاؤ گے

جب اُترنے کی دل سے سوچو گے
کوئی تدبیر کر نہ پاؤ گے

عکس در عکس دیکھ کر مجھ کو
کچھ بھی تحریر کر نہ پاؤ گے

میرے ڈکھ درد کی کہانی سے
کوئی تصویر کر نہ پاؤ گے

ہجر آسیب ہے مگر اے بیاء
اس کی تشبیح کر نہ پاؤ گے



شجھ کو بیگانہ بتایا نہیں جاتا مجھ سے
ظلم ایسا کوئی ڈھایا نہیں جاتا مجھ سے

رات یہ کون مرے دل میں اُتر آتا ہے
راز ایسا ہے بتایا نہیں جاتا مجھ سے

رقص و مسٹی کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں
گر یہ غیروں کو سکھایا نہیں جاتا مجھ سے

اک قدم رکھتی ہوں اس راہ جفا میں لیکن
دوسرा پاؤں اٹھایا نہیں جاتا مجھ سے

یہ خود جو لکھا تھا کبھی دل کے ورق پر اے بیاء
اپنے ہاتھوں سے مٹایا نہیں جاتا مجھ سے



کبھی بھول جانا کبھی یاد کرنا
ستم عشق میں یہ نہ بنیاد کرنا

محبت کو آباد رکھنا مری ثم
دل مضطرب اپنا یوں شاد کرنا

مٹانا نہیں آرزوئیں کنواری
میری زندگی کو نہ برباد کرنا

ترے سنگ مجھ کو ہے جینے کی خواہش
ستم اور کوئی نہ ایجاد کرنا

بھلے توڑ دینا قفس بے کلی کا
محبت کا پنچھی نہ آزاد کرنا

وفا کا تقاضا یہی ہے لہذا
وفاؤں کی گمری نہ برباد کرنا

بجا لاوں گی جان پر کھیل کر بھی
بیاء کوئی حکم ، ارشاد کرنا!



وقت سے اڑنا مشکل ہے
درد سے پچنا مشکل ہے

ہمت والے لوگوں سے
آگے بڑھنا مشکل ہے

خالی ہاتھ بھی سائل کا
اے دل! ٹلننا مشکل ہے

میں میں کرنے والوں کا
چھری سے پچنا مشکل ہے

جو سوتا بن جائے بیاء
اُس کا انٹھنا مشکل ہے



اُلچھ پڑی ہوں غمِ زندگی سے بالآخر
بنا ہی لُوں گی تعلقِ خوشی سے بالآخر

میرے مزاج میں خوشبو بسی ہے جس کی اُسے
میں یاد رکھوں گی اُس کی کمی سے بالآخر

تھا خواہشاتِ محبت کا احترام مگر
نہ پُوری ہو سکیں وہ بھی کسی سے بالآخر

تمہارے ہونٹوں کی مسکان مجھ کو بھاتی ہے
میں مر نہ جاؤں تمہاری ہنسی سے بالآخر

جب اک تو قع نے مایوس کر دیا مجھ کو
مجھے بھی ملنا پڑا دوسری سے بالآخر

بیاء نہ ضبطِ محبت کو جان معمولی
بنے گا اشکوں کا دریا نہی سے بالآخر



جھوم اُٹھا پھر دل دیوانہ دھیرے سے
اور سُنا یا اک افسانہ دھیرے سے

صحح کو دروازے پر دستک دیتا ہے
وہ میرا سورج روزانہ دھیرے سے

جس کی مala جپتے عمر کئی ہے وہ
دل میں مہکے خواب سُہانا دھیرے سے

چھو لینا آنکھوں کو اُس کی ہولے سے
اور پھر نام مرا ذہرana دھیرے سے

جس کی چاہ میں آنکھیں ہیں قدمیل بیاء
مَن میں اُترے وہ پروانہ دھیرے سے



مجھ کو جینے کا حوصلہ ملتا
زندگی میں یہی مزا ملتا

سوچتا جو ہمارے بارے میں
کاش ایسا بھی رہنما ملتا

میں تو تھی بے غرض محبت میں
اُس کو تو عشق کا صلہ ملتا

وہ جو ہرجائی تھا زمانوں کا
اُس کی چاہت میں فیض کیا ملتا

دُنیاداری نہ آسکی مجھ کو
کیسے جینے کا راستہ ملتا

راس آیا نہیں جہاں مجھ کو
کوئی دینے کو آسرا ملتا

میری دُنیا سنور گئی ہوتی
بے طلب گر وہ آشنا ملتا

حال دل کہہ سکی نہ ٹھجھ سے بیاء
کیا منے عشق میں مزا ملتا



درد کو اور بڑھانے آئی
تیری یاد رُلانے آئی

چھوڑ کے ساری دُنیا کو
اپنا قول نبھانے آئی

آئینہ جب دیکھا اُس نے
آنکھ مجھے شرمانے آئی

شام ڈھلے پھر تھائی
چُپکے سے بہلانے آئی

دھیرے سے خوبیوں کی رانی
چاہت کو مہکانے آئی

کس کارن ، پُرداں بیاء
میرا دل بہلانے آئی



من میں روشن سی اک لکیر کے ساتھ
مطمئن ہوں دل فقیر کے ساتھ

جبکہ مطلب نہیں کوئی ان سے
کیوں کھڑے ہوں شر و وزیر کے ساتھ

میرے سینے میں ہو گیا پیوسٹ
زہر تو بے وجہ ہی تیر کے ساتھ

جیت جاؤں گی جنگ میں آخر
دیکھ لینا بڑی نظیر کے ساتھ

بات دل کی زبان سے بھی کہہ دو
رانجھنا آج اپنی ہیر کے ساتھ

ربط رکھا ہے سب سے میں نے بیاء
رخت سے راہ و راگیر کے ساتھ



دُور رہ کر مجھے تنفس کیے رکھتا ہے!
میری سوچوں کو وہ زنجیر کیے رکھتا ہے

باتوں باتوں میں مرے ذہن کو پڑھنے والا
میرے ہر خواب کو تعبیر کیے رکھتا ہے

وجود میں رکھتا ہے وہ میرے خیالوں کو سدا
جو محبت مری تقدیر کیے رکھتا ہے

ٹوٹنے ہی نہیں دیتا کبھی یادوں کا طسم
مجھ سے ملنے کی وہ تدیر کیے رکھتا ہے

رقص در رقص کسی عکس کی پیشانی پر
میرے جذبات کو تحریر کیے رکھتا ہے

تحام لیتا ہے میرے خیالوں میں کہیں
بے سبب وہ مجھے تسخیر کیے رکھتا ہے

وہ محبت کا شب و روز بیاء تاج محل
مجھ سے پوچھئے پنا تغیر کیے رکھتا ہے



جو سدا فاصلوں سے میلتا رہا
دل اسی پر شار ہوتا رہا

وہ محبت سمجھ نہیں پایا
پر مرا حوصلہ تو بڑھتا رہا

تو نے وعدہ نہیں نبھایا مگر
وقت کا قافلہ تو چلتا رہا

بھول جاتی ترے تقافل کو
میرا احساس پر مچلتا رہا

اُس نے اتنے ہی ہمسفر بد لے
جس قدر پیر ہن بدلتا رہا

تیری بیگانگی نے مجھ کو دیا
زخم ایسا کہ جو اُبلتا رہا

اُس نے تنہا کیا بیاء مجھ کو
اور سارا وجود جلتا رہا



پھولوں سے مہکتی ہوتی یادوں کے سہارے
بیٹھی ہوں ترے ساتھ میں دریا کے کنارے

یہ آنکھ پھولی کہ ہے سندیسہ کسی کا
ہیں دھند میں لیٹے ہوئے موہوم اشارے

دنیا سے شکایت نہیں قسمت میں یہی تھا
پھولوں کی طلب کی تھی مگر پائے شرارے

اے حُسنِ خود افروز! کوئی صدقہ اُلفت
دلیز پہ بیٹھی ہوں تری پاؤں پسارے

واقف ہوں رہ و رسمِ محبت سے بیاء جی!
کرتی ہوں مقبول اس لیے اُلفت کے خسارے

دیکھو تو بیاء جی نے ہواؤں کے مخالف
ہیں کتنے خم و چیق مقدار کے سنوارے



اک عجیب سا سرور اُترا ہے
بند آنکھوں میں نور میں اُترا ہے

میرے ساجن تمہارے آنے سے
دل کے آنگن میں طور اُترا ہے

پھر سے ویرانہ محبت میں
زندگی کا شعور اُترا ہے

ہستی مہک انٹھی ہے دل میں
آج کوئی ضرور اُترا ہے

ایسے مہکا ہے گلستان پیاء
چیسے آنگن میں نور اُترا ہے



دل میں اک آرزو بسا پیٹھی
غیر کو پھر خدا بنا پیٹھی

روگ خود کو یہ کیا لگا پیٹھی
رازِ دل میں اُسے بتا پیٹھی

ہے یقین ایک دن وہ آئیگا
دیکھتی ہوں میں راستہ پیٹھی

دل کسی طور مانتا ہی نہیں
میں کئی بار آزما پیٹھی

چونکہ دریا کے پار جانا تھا
اس لیے کشتیاں جلا پیٹھی

اس محبت کے واسطے لوگو
دل کا کتنا لہو بہا پیٹھی

درد اوروں کے جب بیاء دیکھے
اپنا ہر رنج میں بھلا پیٹھی



تیرا چہرہ ڈھونڈ رہی تھیں میری یہ شیدائی آنکھیں
اک احساس سے چونک پڑی ہیں پاگل سی گھبرائی آنکھیں

کتنے دنوں کے بعد اچانک اس کا چہرہ دیکھ رہی ہوں
حیرت سے میں گم سُم ہیں میری، کاجل سے مسکائی آنکھیں

میرے پاس رہا کرتی ہیں جس ساجن کی یادیں ہر پل
اُس کو ہی سوچتی رہتی ہیں ہر محفل میں سودائی آنکھیں

چاہت کے آغاز میں جس کو میری ذرا بھی فکر نہیں تھی
آج وہ میری ذات کو ڈھونڈیں ہر سمت اب ہرجائی آنکھیں

آنکھوں ہی آنکھوں میں اُس نے دل کو اک پیغام دیا تو
چھلک اٹھیں انجان خوشی سے دیکھو یہ گدرائی آنکھیں

جس ساجن کی دُھونی سے دل ہر دم مہکا رہتا ہے
اُسی کو ہر محفل میں ڈھونڈیں بیاء یہ سودائی آنکھیں



جوشِ جنوں اُٹھا جو نگاہِ فقیر میں
ایک چیخ سی بلند ہوئی ہے ضمیر میں

اک روشنی سی پھیلی ہوئی ہے لکیر میں
درویش آ رہا ہے نظر میں اس فقیر میں

دل کہہ رہا تھا ڈھونڈ لو جانے کا راستہ
ہمت کہاں تھی اتنی تمہارے اسیر میں

اُٹھنے نہ پائی تھی ابھی انگشتِ آرزو
لرزہ سا طاری ہو گیا، میرے سرپر میں

دل کس طرح بچاتا بھلا دامنِ خیال
دیکھا تھا اک اشارہ نگاہِ شریہ میں

ہم کو بیاء وصال کی تھی آرزو بہت
دل رہ گیا تنہا کا تنہا اخیر میں



دل جگا اٹھا ہے محبت کے نام پر
پھر سے دیا جلا ہے محبت کے نام پر

اے عشق تو نے رسوا کیا جس کو اس قدر
وہ حُسن مر مٹا ہے محبت کے نام پر

یہ اور بات سینے میں جلتا رہا یہ دل
لیکن دھڑک رہا ہے محبت کے نام پر

میری وفا کو تم نے تو ٹھکرا دیا مگر
یہ غم بھی سہہ لیا ہے محبت کے نام پر

ہر گام ساتھ اس کا محبت نے ہی دیا
پھر بھی اسے گلہ ہے محبت کے نام پر

اس آرزوئے وصل نے گمراہ یوں کیا
سب کچھ لٹا دیا ہے محبت کے نام پر

خود کو کیا ثار محبت کے کھیل میں
ہاری تری بیاء جی محبت کے نام پر



اپنی مرضی سے دل دوانہ ہوا
تیرا دیدار تو بہانہ ہوا

اُس کو بچھڑے ہوئے زمانہ ہوا
ہاں مگر وہ کبھی جُدا نہ ہوا

شام ہوتے ہی لوٹنا ٹھہرا
آشیانہ تو آشیانہ ہوا

جس کو آنکھوں میں بھر کے پھرتی ہوں
اُس کا دل میں نہیں ٹھکانہ ہوا

ایک لمحے کو میں سوچ لیتی کاش
اس کا وعدہ اگر وفا نہ ہوا

بے وفا کو بھلا تو سکتی تھی
مُجھ سے یہ کام بھی بیاء نہ ہوا



میں سوچتی ہی رہی خواب تھا کہ تھا رستہ
اُبھر کے آیا تھا جو سامنے نیا رستہ

بس اتنا پوچھا تھا، آخر کہاں کو جاتے ہو
سوال سن کے ہنسا تھا، ہرا بھرا رستہ

میں بھول بیٹھی اگر منزل حیات کبھی
مجھے بتانے کی خاطر رُکا تھا خود رستہ

تمہارے آنے میں تاخیر ہو گئی شاید
کہ لوٹ آیا تھا خود سے وہ خود نما رستہ

میں یونہی چلتی رہی دشت میں بلا مقصد
بھٹک گئی تو مجھے ڈھونڈنے لگا رستہ

میرے بُلانے پہ ٹھہرا تھا لحظہ بھر کے لئے
پھر اُس کے بعد کہیں بھی نہ جا سکا رستہ

میں سوچتی رہی چوراستہ انکار پر بیاء
کہ اختیار کروں بھی تو کون سا رستہ



میری پلکوں پہ جو ستارے ہیں
سب محبت کے استعارے ہیں

کوئی اپنا نہیں جہاں بھر میں
ہم تو سمجھے تھے سب ہمارے ہیں

اس کو پانے کی ہے طلب جس نے
میری غزلوں کے رُوپ دھارے ہیں

ہجر کے جان گداز موسم میں
کام بگڑے کئی سنوارے ہیں

جانتے ہیں کہ عشق میں آخر
فائدہ کم ہے سب خسارے ہیں

میری خوشیاں تمہارے دامن میں
میری جھولی میں غم تمہارے ہیں

عاشقی میں بدن ہمارے پیاء
ایک دریا کے دو کنارے ہیں



مُجھ کو جینے کا حوصلہ آتا
زندگی کا بھی کچھ مزہ آتا

سوچتا جو ہمارے بارے میں
کاش ایسا بھی رہنما آتا

کر چکی فیصلہ میں اُلفت کا
تو بھی کرنے کو حق ادا آتا

میں خوشی سے حواس کھو بیٹھی
تیری چاہت میں ہوش کیا آتا

راس آیا نہیں جہاں مجھ کو
کوئی دینے کو آسرا آتا

میری دُنیا سنور گئی ہوتی
تو جو ملنے کبھی چلا آتا

حال دل کہہ سکی نہ تیجھ سے بیاء
ایسی صورت میں کیا مزہ آتا



دل بھی میلا ہو سکتا ہے
یعنی ایسا ہو سکتا ہے

کاغذ کالے کرنے والو
کاغذ گیلا ہو سکتا ہے

یعنی تم بھی مس کرتے ہو
یعنی ملنا ہو سکتا ہے

شعر کی بابت سوچ رہی ہوں
اس میں کیا کیا ہو سکتا ہے

باتیں جھوٹی ہو سکتی ہیں
سپنا سچا ہو سکتا ہے

تیرے جیسا لگنے والا
تیرے جیسا ہو سکتا ہے

میں بھی جھوٹی ہو سکتی ہوں
تو بھی سچا ہو سکتا ہے



دُور رہتے ہو پاس آیا کرو
اپنی چاہت کا مجھ پہ سایہ کرو

معتبر ہو بہت مرے ہدم
تم بھی مجھ کو نہ آزمائی کرو

ساتھ دینا نہیں اگر میرا
میرے خوابوں میں بھی نہ آیا کرو

تم جدا آتے ہو نظر سب سے
اپنی باتیں الگ سنایا کرو

مسکراہٹ اگر نہ چاہو تو
میرے آنسو نہ پھر بھایا کرو

تیری دیوانی ہے بیاء دیکھو
یہ حقیقت نہ بھول جایا کرو



آسمان پر سحاب دیکھتی ہوں
بس اسی کے میں خواب دیکھتی ہوں

اس سے عزت بچانی پڑتی ہے
جس کو عزت مآب دیکھتی ہوں

ہے عجب عارضہ مجھے لاحق
میں خزاں میں گلاب دیکھتی ہوں

اُس کو اتنا بتانا لازم ہے
میں گناہ و ثواب دیکھتی ہوں

پینے لگتی ہو اُس پیالے سے
جس میں غم کی شراب دیکھتی ہو



اک سہارا کافی ہے
درد ہمارا کافی ہے

خوش ہو کے اپنایا جس کو
گر ہو ہمارا ، کافی ہے

چاہت کے اس دریا کو
ایک کنارا کافی ہے

وصل کی خواہش بے مقصد
بھر کا دھارا کافی ہے

تیری یاد کی خوبیو سے
من مہکارا کافی ہے

روح کے پردہ رکھنے کو
جسم کا گارا کافی ہے

تیری خاطر ہم نے دل
جیت کے ہارا کافی ہے

آنکھ کے گدے منظر کو
بیاء نکھارا کافی ہے



جب وہ گھبرائے ہوئے لگتے ہیں
پھول مرجھائے ہوئے لگتے ہیں

اس محبت میں بھی دمساز مرے
کتنے اُکتائے ہوئے لگتے ہیں

اُس کی آنکھوں میں جب آنسو آئیں
ابر چھائے ہوئے لگتے ہیں

تم جو ناراض ہو تو سب نہش و قمر
مُجھ کو گھنائے ہوئے لگتے ہیں

جانے کیا بات ہے مہمان مرے
وَجْد میں آئے ہوئے لگتے ہیں

آج چند لوگ مری سبتي میں
گھاؤ کھائے ہوئے لگتے ہیں

اُس کی آنکھوں میں چمک ہے لیکن
ہونٹ کملائے ہوئے لگتے ہیں

مرے آنے پہ ذرا دیکھ اُنہیں
کتنے ارتائے ہوئے لگتے ہیں

جب وہ براہم سے نظر آئیں بیاء
تو ہوڑے شرمائے ہوئے لگتے ہیں



شدّت اعتبار ہے مجھ میں
اک ترا انتظار ہے مجھ میں

اور کچھ بھی نہیں دھوئیں کے سوائے
اک دل سوگوار ہے مجھ میں

یہ نشانی ہے عشق تازہ کی
جتنا گرد و غبار ہے مجھ میں

بھول جاؤ گے سب طسم و خیال
اک انوکھا دیار ہے مجھ میں

اک المناک حادث کے سب
درد کا ریگزار ہے مجھ میں

کیوں غلامی کروں میں غیروں کی
شہنشاہ کا وقار ہے مجھ میں

فکر فردا نہیں ہے مجھ میں بیاء
ذکر پوردگار ہے مجھ میں

میں کہ ہوں پختن کی باندی بیاء
اک حسین یادگار ہے مجھ میں



وفا کا نام اونچا کر لیا ہے
حضور عشق سجدہ کر لیا ہے

لہو نس نس میں ہے شوریدہ میری
کسی سے ایک وعدہ کر لیا ہے

ہمیں اپنی خبر اب خاک ہوگی
کہ سبندھ اک انوكھا کر لیا ہے

نہیں کچھ شعبدہ بازوں سے نسبت
علی علی اللہ سے عہد پکا کر لیا ہے

علم اونچا امام پاک ﷺ تیرا
اسی کو میں نے قبلہ کر لیا ہے

نہیں ہے داغ کچھ میری جبیں پر
جب ان سے استفادہ کر لیا ہے

اُبد تک مٹ نہ پائے گا وہ دل سے
بلند اب کے جو نعرہ کر لیا ہے

در حیدرؒ پہ حاضر ہو کے میں نے
غلام اپنا قبیلہ کر لیا ہے

حَلِيمُ الطَّبعِ هُوْ جِيَسَ بَياءُ هُمْ
اسی رستے کو اپنا کر لیا ہے



سُرمئی شام کے سُنہرے پل
میرے دل پر ہیں چھائے گھرے پل

جا کے منزل پر آگئی پائی
راتستے میں ملے اکھرے پل

بات سنتے نہیں محبت کی
ہو گئے کس قدر یہ بہرے پل

عشق میں بیسوں لگے الزام
بن گے بھر میں کٹھرے میں

ہے مسلسل سفر میں وقت بیاء
ایک پل کو نہیں ہیں ٹھہرے پل



جب دل ہی مجھ کو چاہئے والا دیا گیا
پھر کس لیے نگاہ پہ تala دیا گیا

کچھ آرزوئیں دل میں مچلتی رہی مگر
کچھ حسرتوں کو دلیں نکالا دیا گیا

خلق خدا کو ظلمت شب میں دکھیل کر
مٹھی بھر اہل زر کو اجala دیا گیا

دیوانگی کو ضبط کا یارا نہیں رہا
الفاظ کا اگرچہ سنبھالا دیا گیا

چارہ گروں نے خون نچڑا کچھ اس طرح
مرتے ہوؤں کو خالی پیالہ دیا گیا

جہوریت پسندوں پہ توڑے گئے ستم
سو نے کا آمروں کو نوالہ دیا گیا

جب بھی کہیں پہ ذکر چلا عشق کا بیاء
اُس میں ضرور میرا حوالہ دیا گیا



اُس گلی میں بھی اک خرام کے ساتھ
عشق پھرتا ہے احترام کے ساتھ

دل ڈبویا ہے جھیل آنکھوں میں
اور اک مختلف پیام کے ساتھ

ڈالتی ہوں نیام میں آنکھیں
لطف کی جگت تمام کے ساتھ

ہے فروغ مفاد کا لمحہ
کام رکنا ہے اپنے کام کے ساتھ

منتظر ہوں میں رفتاروں کی آبیاء
اور بنتی نہیں نظام کے ساتھ

کافی

ہوک اُٹھے میرے من میں سائیں
آگ گلی ہے تن میں سائیں
ہوک اُٹھے میرے من میں سائیں

تیری دید جو اک پل پاؤں
پھول کی مانند میں کھل جاؤں
مہکوں میں ساون میں سائیں
ہوک اُٹھے میرے من میں سائیں

ہجر سا لہری کوئی نہ دیکھا
ایسا زہری کوئی نہ دیکھا
ٹھہرا من آنگن میں سائیں
ہوک اُٹھے میرے من میں سائیں

اپنی صورت مَن میں ٹاکو
آکے تم اک باری جھاکو
بیاء کی آنکھوں میں سائیں
ہوک اُٹھے میرے مَن میں سائیں
آگ لگی ہے تن میں سائیں

کافی

پھر تیرے قصیدے گائے میرا دل
 تیرے قصیدے گائے
 اک بار جو پریتم آئے
 پھر تیرے قصیدے گائے میرا دل
 تیرے قصیدے گائے

میں جھوموں ، ناچوں ، گاؤں
 برسوں تک ہنستی جاؤں
 نہ خوشی کبھی گہنائے
 اک بار جو پریتم آئے
 پھر تیرے قصیدے گائے

میں تیری بلائیں لوں سجناءں
 چاہت میں صدائیں دوں سجناءں
 ذکر تجھے نہ چھونے پائے
 پھر تیرے قصیدے گائے

لو تحام لے مجھ کو سجناءں
 سینے سے مجھے لگا سجناءں
 دل بیاء کا دھڑکتا جائے
 اک بار جو پریتم آئے
 پھر تیرے قصیدے گائے
 تیرے قصیدے گائے

کافی

جاگ موری تقدیر ابھاگن
 جاگ موری تقدیر
 ہجر تپش میں پل پل مورا
 دہنے جائے سریر
 جاگ موری تقدیر ابھاگن
 جاگ موری تقدیر

کیسے بتاؤں ہجر میں تورے
 برس برس کے آنسو مورے
 کرتے ہیں تتشیر
 جاگ موری تقدیر ابھاگن
 جاگ موری تقدیر

عشق عشق میں جاپے جاؤں
آگ ہجر کی تاپے جاؤں
ڈکھرے کروں تحریر
جاگ موری تقدیر ابھاگن
جاگ موری تقدیر

کھل اٹھیں نوری پھل بھڑیاں
لوٹ آئیں جو وصل کی گھڑیاں
مسکائے بیاء دلگیر
جاگ موری تقدیر ابھاگن
جاگ موری تقدیر

کافی

چاروں سمت وہی صورت ہے
 دیکھوں میں جس اور
 مجھے دکھائی دیتا ہے بس
 وہ ساجن چت چور
 چاروں سمت وہی صورت ہے

جس ہن جی نہ لے گے میرا
 اُس کی چاہت نے ہے گھیرا
 میری اُس کا مور
 مجھے دکھائی دیتا ہے بس
 وہ ساجن چت چور
 چاروں سمت وہی صورت ہے

کوئی نہ دیکھا رانجھن جیسا
 رانجھن جیسا
 اپنے ماہی ساجن جیسا
 اس کے نزالے طور
 مجھے دکھائی دیتا ہے بس
 وہ ساجن چت چور
 چاروں سمت وہی صورت ہے

وہ ہے پیارا یار نیارا
 وہ سندرتا کا اک تارا
 کبھی کرے نہ بیاء جور
 مجھے دکھائی دیتا ہے بس
 وہ ساجن چت چور
 چاروں سمت وہی صورت ہے

کافی

گھڑی گھڑی ٹجھے یار پکاروں
آ جا نین میں تجھ پہ واروں
گھڑی گھڑی ٹجھے یار پکاروں

تیری سُندرتا کے آگے
تَنْ مَنْ اپنا میلا لागے
درس دے ، روپ سنواروں
گھڑی گھڑی ٹجھے یار پکاروں

ٹجھ سے اک پل نظر ہٹاؤں
اپنی نظروں میں گر جاؤں
جنی ہوئی بازی میں ہاروں
گھڑی گھڑی ٹجھے یار پکاروں

جگ کی راہوں میں نہ کھونا
ہر پل بن کے بیاء کے رہو نا
آ جا توری نظر اُتاروں
گھڑی گھڑی ٹھجھے یار پکاروں

کافی

دَم دَم هُو کا نعرہ مار
 عشق میں ہو گا پیڑا پار
 دَم دَم هُو کا نعرہ مار

غیروں کا تو فکر نہ کر
 دُشمنِ جاں کا ذکر نہ کر
 مٹ جائیگے سب اغیار
 دَم دَم هُو کا نعرہ مار

زور آور اک پنجھے ہے
 عشق ”الانا“ ”منجا“ ہے
 اس سے لڑنا ہے بیکار
 دَم دَم هُو کا نعرہ مار

رستہ دیکھے یار کا جو
آر کا رہے نہ پار کا وہ
قسمت سے بیاء ہو گا دیدار
دم دم ہو کا نعرہ مار

کافی

مو ہے کچھ نہ سُو جھے یار ٻناں
 مَنْ سُونَا ہے دیدار ٻناں
 مو ہے کچھ نہ سُو جھے یار ٻناں

پل پل دیکھوں راہ اُسی کی
 رُوح میں ناچے چاہ اُسی کی
 اب حسرت ہے آہ اُسی کی
 جی نہ سکوں اب پیار ٻناں
 مو ہے کچھ نہ سُو جھے یار ٻناں

اُس کے نین نزالے سب سے
 گھرے ہیں وہ پیالے سب سے
 اُلٹے اُس کے چالے سب سے
 بیاء قتل کرے تلوار ٻناں
 مو ہے کچھ نہ سُو جھے یار ٻناں

کافی

سائیں عشق سگت میں آیا رے
 من پاپی کو بہلایا رے
 سائیں عشق سگت میں آیا

موہے پریم کا پیالہ دینا
 پڑا ہے زہر بھر کا پینا
 جب وصل کو من لچایا رے
 سائیں عشق سگت میں آیا

کاہے کرت اشارے ملن کے
 کھڑی ہوں آج دوارے بجن کے
 وہی کیا جو سائیں چاہا رے
 سائیں عشق سگت میں آیا

کھرا، مہندی لگائی بیاء نے
اپنی سُو جھ گنوائی بیاء نے
تم باجھ نہ آوت ساہا رے
سامئیں عشق سنگت میں آیا

کافی

توري شام سوريء جھلک پڑے
 اک نوري درشن پلک پڑے
 توري شام سوريء جھلک پڑے

میں سوچوں ، عشق بخاروں کو
 آشا کے وصل کناروں کو
 اور دیکھوں ٹوٹے تاروں کو
 کوئی درد ”پیالڑا“ چھلک پڑے
 توري شام سوريء جھلک پڑے

دن ذکر یار کیے جائے
 ہر سانس پنکار کیے جائے
 بس وار پہ وار کیے جائے
 نین گاگریا رلک پڑے
 توري شام سوريء جھلک پڑے

جب عشق دلوں میں گھر ڈالے
 بیری دیوانہ کر ڈالے
 بیاء جی انوکھا اثر ڈالے
 سُن آہیں ، پاؤں فلک پڑے
 توری شام سوریے جھلک پڑے
 اک نوری درشن پلک پڑے

کافی

میں نے اپنا آپ گنوایا بجن
 کوئی رستہ ہاتھ نہ آیا بجن
 میں نے اپنا آپ گنوایا بجن

اک غزل بھرے پیانے نے
 اُس آلبیلے مستانے نے
 رانجھن، مجھوں، دیوانے نے
 دیکھا اور ”مار مکایا“ بجن
 میں نے اپنا آپ گنوایا بجن

وہ جاپ کوئی چپوں جیسا
 اک سپنا تھا سپنوں جیسا
 غیروں میں تھا اپنوں جیسا
 دیکھا تو ہوش نہ آیا بجن
 میں نے اپنا آپ گنوایا بجن

یہ ترپ ، کسک انجانی سی
 کرتی ہے بہت من مانی سی
 کہتی ہے پریم کہانی سی
 بیاء ترا سرمایہ بجن
 میں نے اپنا آپ گنوایا سجن
 کوئی رستہ ہاتھ نہ آیا سجن

کافی

مجھ پر کرم ہے خاص کسی کا
دل میں نہیں اب یاس کسی کا
مجھ پر کرم ہے خاص کسی کا

سانسوں کو مہکائے ہر دم
دُور کہیں مُسکائے ہر دم
ذہن پر میرے چھائے ہر دم
رہتا ہے احساس کسی کا
مجھ پر کرم ہے خاص کسی کا

اک بنگارہ جان سے پیارا
گلتا ہے جو سب سے نیارا
ایک سمندر ، ایک کنارا
عشق بیاء مجھ کو راس کسی کا
مجھ پر کرم ہے خاص کسی کا
دل میں نہیں اب یاس کسی کا

بندش

دل میں خوابوں کے بیچ بوئے تھے
 اور تہائیوں میں روئے تھے
 آج تک کیوں نہ ہو سکا
 احساس
 موسمِ وصل آس کا جب راس
 اپنے سپنے نہ پاسکے
 تعبیر
 دُوریوں نے کیا ہمیں
 !.....تباخیر

محبت

محبت

رزق ہے ایسا

جو ہر اک کو نہیں ملتا

محبت

دل میں ہے ایسا

کوئی سرحد نہیں جس کی

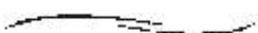
محبت

اسم ہے ایسا

کہ جس کو بھول جاتا ہے

اُسے سب یاد رہتا ہے

برق جبر

عجب تعزیری
 ہم پر لگائی جا رہی ہے
 جو برق جبر کی مانند
 ہم پر گرا ائی جا رہی ہے
 جسے مدد ت لگی تھی یوں
 پنپنے کو
 وہی عظمت
 وہی محنت
 وہی چاہت
 مٹائی جا رہی ہے.....


التماس

دیکھ خوشبو سے مہکتے ہوئے
 اے دوست مرے
 تیرے چہرے پہ جو حیرانی سی
 ہرائی ہے
 گیت میری ہی محبت کے
 سدا گاتی ہے
 آؤ ان گیتوں کی ترتیب
 سہانی کر دو
 پھر سے دلکش
 میرے جیون کی کہانی کر دو

آگھی

جان کی قیمت نہیں

روح بے گانی ہوئی

غم کے بادل چھا گئے او

بے ارادہ چلتے چلتے

اس گلی تک آگئے

زندگی کی، آرزو میں

زندگی تک آگئے

آگھی میں آگھی ہے

آگھی تک آگئے

انجام کار

اُس کی آنکھوں میں

پیارا ایسا تھا

خود سے بیگانی

ہو گئی تھی میں

یعنی دیوانی

ہو گئی تھی میں

صح، شام اُس کا

نام جب تھی

اور اک سرخوشی میں

رہتی تھی

اس پہ جب آشکار کر بیٹھی

سارے قول و قرار کر بیٹھی

ہاں میں تم سے ہوں

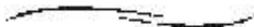
پیار کر بیٹھی

مجھ کو وہ بے رُخی

دکھانے لگا

پیار کا ولہ

ٹھکانے لگا



کیفیت

جب کبھی دل میں
چھانگتی ہوں میں
چار سو پاتی ہوں
چمک تیری
جانے مجھ میں ہے
دوسرا کوئی
مجھ کو آتی ہے
یوں کھنک تیری
میری سانسوں میں
ہے مہک تیری

سحر تک

آسمان کا نیلگوں چہرہ

کئی رنگوں سے بھرنے لگ گیا ہے

پس جیرت

کشادہ آنکھ میں

منظراً نکھرتے تھے

وہ اپنا بن کے رہتا تھا

مگر

بیگانگی کے راز اُس پر

منکشف سارے ہوئے تھے

تمہاری چاہتوں میں

وصال آمادہ رستے

انوکھا روپ

کل دھارے ہوئے تھے

محبت مشتہر ہونے لگی تھی

زمانے کو خبر

ہونے لگی تھی

خواب

چاند پھر اج سا
 پھول نیم سے تھے
 دُور تک
 وادیاں گنگتا تی ہوئیں
 آبنوی فضا تیں
 لپکتی ہوئیں
 موسمِ گل کی بارش
 برسی رہی
 اور میں سارے
 مناظر پہنستی رہی
 وقت کی ریل
 شب بھر..... گزرتی رہی !!

سُنُو بیاء

ہوا ہے وقت
پھر شانید
کسی کو بھول جانے کا
کسی کو یاد کرنے کا
محبت سے جو خالی ہے
وہ دل آباد کرنے کا !!

شیخ

آسمانوں سے
 زمین کی وسعتوں میں
 پھیلتی
 ان آبشاروں سے چکلتی
 زندگی کو
 پھرور ہاتھا
 کرد گتنا
 محبت کی چمک سے
 اُس کی آنکھیں
 خیرہ ہونے لگ گئی تھیں
 تو ایسے میں
 مجھے
 یاد آگئے تم
 تمہاری شربتی آنکھوں میں

اک دن
جھانگتی تھی
مسکرائے جا رہی تھی میں
تو ایسی ہی چمک سے
میرے سب ارمان پُندھیاۓ
پلٹ کر پھروہ لمحے
زندگی کے
ہاتھ نہ آئے !!

نقش

صُبْدِم
 کو نیل کھلی ہے
 آس کی
 چار سو پھیلی مہک
 احساس کی
 شام تک قائم رہا
 نشہ، شوق
 جھومتی، لہراتی، گاتی
 زندگی میری
 ٹھام کے
 دامن تمہارا چل پڑے
 جگگاں اُٹھے
 آنکھوں کے دیئے

پھول سے جذبات و احساسات پر
عکسِ فطرت کے
عجب رستے گھلے
یہ عقیدت کے ہیں
سارے سلسے
ان کو پانے کیلئے
ہم جی اُٹھے !!

اعجاز

گھٹا پہلے بھی چھاتی تھی
 زمیں سے آسمان تک
 ہر اک شے گنتاتی تھی
 فلک پر چاندنی بھی مسکراتی تھی
 مگر جب سے چھوatom نے
 مجھ کو
 سبھی منظر رنگا ہوں میں
 نئے مفہوم اور
 عنوان لے کر
 آگئے ہیں
 کچھا ایسے چھا گئے ہیں
 مجھے مہکا گئے ہیں!

اقرار

خاموش نگاہوں میں
 کچھ راز تھے پوشیدہ
 سہی سی طبیعت میں
 اک آس کاتارا ہے
 جو آج تلک مجھ کو
 ہاں جان سے پیارا ہے
 اک لختے کوسوچوں سے
 فرصت جو میں پاتی ہوں
 اس کو پاس بُلاتی ہوں
 راگ اپنا سُناتی ہوں

ستم شعار

مجھے تو یاد آتا ہے
 مر ادل کیوں دکھاتا ہے
 میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتی
 کہے دن رہ نہیں سکتی
 ستم بھی سہہ نہیں سکتی
 محبت میں ستاتے ہو
 مرے دل کو جلاتے ہو
 ہمیشہ آزماتے ہو
 یہی چاہت تمہاری ہے
 تمہیں جو ضد یہ پیاری ہے
 اُسے چاہت نہیں کہتے
 کسی کا دل دکھانے کو
 محبت تو نہیں کہتے

ہم سخن

ایک بار انکار کو
 اقرار سے
 تم گنج سخن سے
 یوں پکارو تو سہی
 ڈمگاتی مون پر
 چلتی ہوئی، یہ کشتنی تکرار
 پھر سے
 ہم سخن ہو، ہم سفر ہو
 اور ساری چاہتوں سے

 باخبر تو
 ایک بار
 بے ارادہ
 بے خود و بے خواب منظر

کے طسم کج ادا کو
 اپنی آنکھوں میں پروکر
 الْفَتُوْنَ كُو جَمِّعَا وَ
 ہے محبت سے رقصان
 میرے سینے میں جو دل ہے

اب

تمہارا ہو چکا ہے
 محبت کا جو ہونا تھا اشارہ
 ہو چکا ہے

تشکر

شکر کیسے ادا ہو
 ہم نفسُو
 آن گنت مہرباں رتوں کا طلسم
 کیسے چھایا رہا ہے جیون پر
 آبرورہ گئی محبت کی
 آزوئیں جو ہو گئیں پوری
 جذبہ حسن
 پھر سے نکھرا ہے
 ٹورسا آگئی کا
 بکھرا ہے

منتظر

تمہاری آرزو میں زندگی کی
 بخش چلتی ہے
 تمہاری جستجو میں
 حسرتوں کا کارروائے لے کر
 میں رہتی ہوں روائی میں
 کسی انجان رستے پر
 کھڑی کچھ سوچتی ہوں میں
 نہ تم آئے تو
 دھڑکن کا، یہ سانسوں کا
 سُہانا کارروائے
 ختم ہی نہ جائے
 میری رگ رگ میں پھولوں سی تیری
 یادوں کی
 خوشبو ہے
 لبوں پر تمہارے نام کی

یہ برف اک دن جم
 جم نہ جائے
 میں پھرائی ہوئی آنکھوں سے
 کیسے
 تم کو دیکھوں گی
 تمہیں اپنے ہر اک احساس سے
 کیوں نکر، کروں گی آشنا ساجن
 تمنا ہے مری اک بار
 جو تم جولوٹ آؤ تو
 محبت کی ادھوری سی کہانی
 پوری ہو جائے
 کہ دل سے ڈور دل کی
 ڈوری ہو جائے

تعییر

محوس فر تھے

خواب میں

ایک دوسرے کے ساتھ

ہاتھوں میں ہاتھ تھام کے

چلتے رہے تھے ہم

کوشش کے باوجود

ہوئے فاصلے نہ کم

جائے جو خواب سے تو

وہی دُوریاں ملیں

جبیون کے ہر قدم پہ ہیں

مجبو ریاں ملیں

خامشی

آدھی رات کو روشن تارے
جا گئیں میرے ساتھ یہ سارے
آسمان پر آنکھ مچوں
کرتے کرتے
میری جانب دیکھ رہے تھے
تیرے بارے پوچھ رہے تھے
میں پھر ان کو
کیا بتلاتی
ڈور ہو مجھ سے
کیا سمجھاتی
چھوڑ گئے کیوں مجھ کو اب تم
کیسے میں ان سے کہہ پاتی
وہ تم کو ہرجائی سمجھتے
کیسے بات میں یہ سہہ پاتی

کھل کے اُن کو کیا بتلاتی
لاج تھی مجھ کو ان سے آتی
لاج تھی آتی!
شرم سے ہی میں مر جاتی

گُوك

مَنْ قَابُو مِنْ نَهْيِنْ رَهْتَا
 مَنْ قَابُو مِنْ نَهْيِنْ رَهْتَا
 دَشْتَ مِنْ گَحْمَاتَارِ رَهْتَا هِيَ
 آهُوں کَادِرِیا بَهْتَا
 مَنْ قَابُو مِنْ نَهْيِنْ رَهْتَا
 بَجْهُورِ بَھْتَے، بَے بَسْ ہُو جَائے
 رَا بَخْصَنْ، رَا بَخْصَنْ كَهْتَا
 مَنْ قَابُو مِنْ نَهْيِنْ رَهْتَا
 تِیرِی آسِ مِنْ
 جَا گَیِں نِیناں
 آنکھوں مِنْ هِی
 بَیْتَهِ رِیناں
 بن گئی مِنْ سُوداً

یاد را بخسن کی آئی
 اندر کی جب
 خیر نہ پائی
 میری رُوح میں
 رات پیاء جی
 بجلی سی لہر ائی
 یاد را بخسن کی آئی
 چکے چکے
 دھیرے دھیرے
 من کے اندر
 مورے پیانے
 صبر، شکر کی
 ”کھیڈ“، رچائی
 دُور کہیں باجے شہنائی
 پلک پلک

رچی رعنائی

موہے

پلک پلک رچی رعنائی

پھر یاد را بخون کی آئی

یاد را بخون کی آئی

عشق آزاد

زندگی کی راہوں میں ہم
 تہاڑتا پھرتے تھے
 اور دفتراً اک روز
 غم کی ماری
 بے سہاری آنکھوں کو بھاگئی
 ایک خوب روہستی
 اچانک
 میرے دل میں آگئی
 پیاسے آدمی کو
 ٹھنڈے میٹھے
 پانیوں کا چشمہ
 آس کے کنارے پر
 حرتوں کے دھارے پر

ہو گیا ناشاد دل
عشق سے آباد دل
اے محبت زندہ باد
ہو چلا ہے عشق آزاد

طلوع

ترے وعدوں کی رشی تھام کر
 چلتی رہی، جلتی رہی ہوں
 مگر تو نے کبھی
 رُخ پھیر کر، مجھ کو پلٹ کر
 دیکھنا چاہا نہیں
 خیر، یہ عمر رواں
 تیری طلب کے نام ہے
 عاشقی کے اس سفر میں گھپ
 اندر ہیری شام ہے
 اے محبت
 ہر کسی پر
 تیرافیضِ عام ہے
 چاہتوں کے اس چمن میں
 کیوں کسی سے پیر ہو
 وصل کی دلپیز پر
 چلتے ہوئے کی خیر ہو



بہارِ نو

تمہارے آنے کا
مشردہ سنارہی ہے ہوا
میں حیرتوں کے سمندر میں
ڈوبتی جاؤں
ہے دلبر باسی خبر
گنگنا اٹھایہ دل
مسکراتی ہوئی آنکھیں ہیں
جو متی روح میں
ئی بہار میں رقصائے ہے
جب تجویزی
سنے گا کون تیری طرح
گفتگو میری

احساسِ جمال

کچھ زالے والے
ہیں سہانی آرزوں سے بھرے
جد بے مرے دو گھری کو
کھنچ لے جاتے ہیں دُنیا سے پرے
مَن کو مہکائے چلے جاتے ہیں جو
یہ سفر یادوں بھرا نہ ختم ہو

تا شیر

یاد کی انگلی تھام کے نکلی
 سوچ کی تتنی
 مہتابی رُخسار پہ کھلتے
 رنگ برلنگے پھولوں کی رنگت
 میں جب کھوئی گئی وہ
 لمحہ بھر کو آنکھ نہ جھپکی
 وہ دیوانی ہوئی گئی
 وقت کا چکر پورا ہوتے
 دیر کہاں لگتی ہے
 شام کے سمائے پھوم کے تتنی
 رات آنگن میں جھوم کے تتنی
 خوابوں میں پھرلوٹ آئی

دیواروں کو پتا سنائی
ہو گئی دنیا نیند میں گم اور
اس کو اک پل نیند نہ آئی
دنیا ہے یا رسم بھائی

ہڈ بیتی

اک شام انتظار ہے
 اک صح بے قرار
 کیسے ہو اعتبار
 میرے دل کے غم گسار
 اک ہوک سی اٹھے
 مرے تن من کو پھونک کر
 اے عشق تیرے خواب ہیں
 خوابوں کے سلسلے
 آنکھوں میں ٹھنٹا تے ہیں
 تاروں کے رتیجے

چمن

صندلیں کلائیوں میں
کھنکھنا تی

سات رنگی چوڑیوں کی
روشنی

ایک آن دیکھے کی خاطر
چمنِ جاں سے لگا
سا یہ وفا کا

ہاں
سرسلیمِ خم کرتی ہوں میں
تیری ہی دہیز پھونے آگئی تھی
مرے غم خوارِ دل میں
تیری چاہت کی یہ بدی
اک عجب انداز سے

گھبرا گئی تھی

پھر

شعور ذات پر یوں چھا گئی تھی

جبکہ میری بے قراری

بھی مرے محبوب از لی

کواچانک

بھا گئی تھی

ترتیب

دائرہ در دائرة
 اک روشنی کا رقص ہے
 ہاں محبت بھی تمہارے حسن کا اک
 عکس ہے
 عکس فطرت سے منور زندگی
 کیسے بھو لے گی وفا کی روشنی
 ایک مدت بعد تیری یاد میں
 آج دل نے پھر تجھے آواز دی

احساس

مسکراتی ہوئی نگاہوں سے

تو نے اک بار مجھ کو

دیکھا تھا

آج تک میرے چار سو

کوئی جلتر نگ بجتا ہے

تو مرے ساتھ ساتھ بجتا ہے

تغیر

رُت بد لئے لگتی ہے پھر شاید
 کونپیں پھوٹے لگیں ہر سو
 دشت خاموش ہو گیا یکدم
 ضوفشاں ہیں چراغ شام کہیں
 پھر سے پائل سجا کے پیروں میں
 رقص کرتی ہوئی زمین پا ب
 زندگی چاندنی کو چھو نے لگی

اعتراف

وقت کی شاخ سے

سُر مسَّی پنیاں

پھوٹتی ہیں مگر

سبز ہوتی ہیں

یہ اشارہ

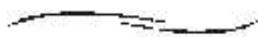
سہارا نہیں بن سکا

اک حسین ہمسفر

ساتھ چلتا ہوا

اک پل کو ہمارا

نہیں بن سکا



یاد کے جگنو

تیرے لبھ کی نرمی سے
 تری باتوں کی خوشبو سے
 مری سانسیں مہکتی ہیں
 تمہاری یاد کے جگنو
 مرے دل کے درپھول سے
 ہمیشہ جھاٹکتے ہیں یوں
 کہ جیسے چاند بدلتی سے
 ز میں چھپ چھپ کے تکتا ہے

تمہیں دیکھوں

کوئی جب بات میں سوچوں
 تمہاری بات ہو جائے
 کوئی بھی کھیل جب کھیلوں
 تمہیں ہنستا ہوا پاؤں
 میں تیرے ساتھ ہو جاؤں
 تو میرے ساتھ ہو جائے
 تو میری ذات ہو جائے
 مجھے ہی مات ہو جائے

عقیدت

محبت آفرین
 تری ساعت رچی ہے
 میرے باطن میں
 شعور ذات کا ادراک
 ہونے کی گھڑی
 تھی وہ
 کہ جب اُترا تھا
 میرے من کے آنکھن میں
 وہ اک شہکار
 پُرانور
 خوشبوؤں بھرا پیکر
 نہ جانے کیوں نہال ہوتی رہیں

میری نگاہیں
 پھر اسے چھوکر
 اپنے دل کو میں نے
 بڑی مشکل سے تھاماتھا
 ابھی تک
 وہ گھڑی وہ پل
 ہے میری رُوح میں رقصان
 محبت آفرین جسکا
 در دل کھٹکھٹاتی ہے
 مجھے اکثر زلاتی ہے

قطعات

وصل کی ساعتوں میں دیکھنا تم
آنسوؤں نے بھی مسکرانا ہے
صرف آنکھوں دوانی تیری
دل بھی میرا ، ترا دوانہ ہے

☆.....☆

تعیر جو بھی ہو ، یہی دیکھا ہے خواب میں
ایک پھوول کھل رہا ہے وفا کی کتاب میں
ہم عشق سے کنارہ کشی کب کے کر چکے
کیوں پھر سے ڈالتے ہو ہمیں اس عذاب میں

☆.....☆

پہلے سا اہتمام محبت نہیں رہا
یعنی اب احترام ، محبت نہیں رہا
پھرتے ہیں اس لئے بھی قدم ڈگگائے سے
ہاتھوں میں اپنے جام محبت نہیں رہا

☆.....☆

عاشق تھے ہم کافر کب تھے
 چاہئے والے وافر کب تھے
 بیج دیا ایمان جہنوں نے
 عشق کی رہ کے مسافر کب تھے

☆.....☆

محبتوں سے بھری ہوئی دلشیں یادیں
 سمیٹ لیتی ہیں مجھ کو تری حسین یادیں
 تمہیں تو جانا تھا، بے ارادہ چلے گئے تم
 ہیں میرے سینے میں آج تک وہ مکین یادیں

☆.....☆

دُنیا کی ہر پابندی سے باہر عشق آزاد
 اندر سب کچھ پوشیدہ ہے، ظاہر عشق آزاد
 بخوبی بھٹکے لوگوں کو رستہ دکھلانے سدا
 دیوانوں کا ہے یہ جیسے رہبر عشق آزاد

☆.....☆



بیاءِ بھی نے اپنے نکھر سے ہوئے ذوق کی روایت قائم رکھی ہے۔ ان کا تازہ جمودہ کلام ”عشق باطن“، فکری تسلیل کی ایک کڑی ہے۔ وہ فکر جس کا تعلق عشق و محبت کے آفاقی مفہومیں سے ہے جو فکر و فتن میں دامنی سچائیوں کا درجہ رکھتے ہیں اور جنمیں بیاءِ بھی نے نہایت سلیمانی ہوئے اسلوب میں سہولت کے ساتھ غزل و نظم کی بہت میں بیان کر دیا ہے۔

کمال فن تو ہی ہے کہ کرب ذات کا اظہار جو کسی بھی شخص کا انفرادی، بے حد بھی اور کامل طور پر ذاتی نوعیت کا معاملہ ہوتا ہے پلاکہ یوں کہیے کہ عام زندگی کی ٹھنڈگی میں ہے بیان کرنا چند اس آسان چیز ہوتا، اکشاف ذات اور اظہار ذات کا وہ مرحلہ بھی شاعر اپنی ہمدردی سے طے کر لیتا ہے۔ ”عشق باطن“ کی شاعر نے اس راستے کی کھنکائی، تفہیمی، بے ربطی اور مشکلات کے عینیں مشاہدات اور محسوسات کو کہیں غزل مسلسل کی ایک سی فضا اور کہیں آزاد نظم کے چکیلے سانچے میں ڈھالا ہے۔ انہوں نے جذبے اور احساس کی اطاعت، بہماں پسندی کی تراست و ایسا نفس کو عشق و محبت کے مضامین کی نیر گلیوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ایک شاعرہ کی حیثیت سے ان کے ہاں جسم، اب، رشار، زلف، چاہ زندگان، قامت کے بیانات اور سر اپا نگاری کی بجائے پر دگی، آشناختگی اور الہانیں کی بھر آفرینیاں ہیں۔ افرین ہے کہ اس نازک موضوع پر فکر خون کرتے ہوئے تصور عشق کی صوفیان جہتوں کو فراموش نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے کہ صفائی باطن کی روشنی میں معرفت و حقیقت کے انوکاں نے ان کے قلب کو سوز و گداز سے آشنا کر کے، لاششور و وجدان کی کائنات روشن تر کر دی ہے۔ سیکھی وجہ ہے کہ جموعے کو ”عشق باطن“، جیسے نام کی پیچان دی ہے۔ اب اگر ہم فہمیتے لے کر بیٹھ جائیں تو بیاءِ بھی کے شعری افکار میں مضمون صد ہار امکانات کے ماڈل پر کیا فرق پڑے گا؟

رعنائی پر کھو جسن کی، احساس کی لو دیکھے

سو بار کرے عشق کو شہکار بیاءِ بھی

اے شاعر خوش رنگ نہ فہمیت سے ناپ

جدبے کی صداقت کا ہے معیار بیاءِ بھی

اکرم کنجابی

(مدیر سماںی ”غیست“ کراچی)